رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹

The ALHAKM WEEKLY

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

خاص نمبر بیادگار ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

الحکم ہفتہ وار کراچی

قیمت سالانہ
عام قیمت سالانہ ۶
معاونین و سرپرستوں سے امید اعانت
تاریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸ ہر ماہ
قیمت فی پرچہ ۲/

موسس و ایڈیٹر اول:۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی الکبیر
مدیر دور ثانی:۔ محمود احمد مجاہد مصر اعرفانی مرحوم ابن عرفانی الکبیر
مدیر دور ثالث:۔ محمد سلیمان خالد عرفانی بنیرہ عرفانی الکبیر
معین مدیر:۔ جمیلہ پروین عرفانی ادیب فاضل بنت محمود احمد عرفانی مرحوم

جلد قبل پنجم (۵۳) نمبر ۵۴ و ۵۵ — ۲۸ مئی / ۷ جون ۱۹۵۱ء مطابق ۲۱ شعبان / یکم رمضان ۱۳۷۰ھ — سلسلہ جدید جلد اول نمبر ۴ و ۵

دُعا

اے خدا۔ اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے۔ اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست و طلب سے بڑھ کر ہے۔

خدایا۔ ہم کو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی الطاف و دادوِ سے تسلی یاب ہوں۔ تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہم کو نہ رہے۔ ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھی سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر نہیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو۔ تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آ جائے صرف تیرے ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں۔ اور تیرے ہی نعمتوں کے شکرگذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو رات کے درمیانی سن سان گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کر نیوالی ہے اس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں۔ اور کہیں کہ یہ ہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور حاضر ہونا ہے۔

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تو نے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما۔ ہم کو روز قیامت کی رسوائی سے بچا۔ بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا۔

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوند ہمارے مقصدوں میں ہم کو تو کامیاب کر۔ اور ہماری توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے۔

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے۔

خدایا۔ اپنے روئے مبارک کی لذت دیدار ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر

بارالٰہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قائم رکھ اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آئے اور اس سے ہمیشہ ہم کو نفرت حاصل رہے۔

الٰہی۔ ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کر دے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرماں بردار مسلمان ہوں اور ہم کو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر اور اپنے صادق ایماندار و نیک بندوں کی دعائیں ہمکو شریک۔ اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہم کو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریمؐ کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانیوالے ہوں ہمکو بہشت میں داخل فرما اپنے خاص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہمکو نجات دے

خداوند امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل کر

خداوند۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما۔

خداوند امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندھے ہوئے کام کھولدے

خداوند۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر

اے ابھضیت لکو الاصلاح دینا کی بشارت دینے والے اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور و مرسل حکم۔ امام سے مدد فرما۔

مولا کریم تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے۔ اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنا دے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم ہمیں ان میں سے نہ بنانا

اے رب رحیم۔ مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش۔

اے الٰہ العالمین۔ مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلاء سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ اور ان کے قدموں میں ہماری موت اور حشر ہو۔

آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام ← آپکی زبان قلم سے

(۱)

(۱) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔

پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسیقدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کیلئے کوشش کروں گا خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دیگا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کیلئے بدل وجان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے اس بارے میں عربی الہام یہ ہے:-

اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(یکم دسمبر ۱۸۸۸ء اشتہار تبلیغ)

(۲)

(ب) انہی نے اس سلسلہ کے قائم کرنیکے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا اور جو انکار میں رہیگا اس کیلئے موت در پیش ہے۔

اور فرمایا کہ

جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیگا۔ اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں دیا۔

(فتح اسلام ص ۳۲،۳۳) مطبوعہ بار اول دسمبر و جنوری ۱۸۹۱ء)

(۳)

حضرت عالی سیدنا مولانا صلی اللہ علیہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کریگی۔

تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ بھی پالیتا

پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اسکی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھولدیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا

پس جبکہ اس امت کو بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گذری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں۔ جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو انکے حق میں کیگئی تھی۔

پس خدا تعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیجدیا۔

(فتح اسلام ص ۱۵،۱۶ حاشیہ)

(۴)

مجھے خدا پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔

(اربعین نمبر اول ص ۳ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خدا تعالیٰ کی زبان سے

یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ شَانُکَ عَجِیْبٌ وَاَجْرُکَ قَرِیْبٌ۔ اِنِّیْ رَاضٍ مِنْکَ۔ اِنِّیْ رَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیْ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ فَحَانَ اَنْ تُعَانَ۔ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ۔ اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔ اِنِّیْ حَافِظُکَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ ؁

آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام۔ وی آل مین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از وِد یو۔ ہی شیل ہیلپ یو۔

— ورڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج —

میں اپنی چیکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ میں تجھے برکت پر برکت دونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اپنی باتیں

(۱)

الحمد للہ ثم الحمد للہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں الحکم کا خاص نمبر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی یادگار ہے شائع کرنے کا قابل ہو سکا قارئین کرام اندازہ نہیں کر سکتے کہ کن مشکلات میں سے گذر کر الحکم اپنی روایتی خصوصیت کو قائم کر رہا ہے الحکم کے موسس حضرت عرفانی الکبیر تو حیدرآباد میں ہیں اور میرے لئے خانہ ملاح درمیں امت کا معاملہ ہے۔ انکے مشوروں اور ہدایتوں کا حصول آسان نہیں پایاں انکے ہی تیار کردہ شاہراہ پر ہم چلنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

(۲)

جس پیمانہ اور جس شان سے یہ نمبر شائع کرنے کا عزم تھا مجھے اعتراف ہے کہ میں اسے پورا نہ کر سکا نیوز پرنٹ کی کمیابی اور بے حد گرانی حوصلہ شکن ہے۔ اور اس نے بڑے بڑے سرمایہ دار اخبارات کو اپنی ضخامت کو کم کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور الحکم تو کبھی کسی **سرمایہ** کو لے کر میدان میں آیا نہیں اس کے پاس تو ایک **جذبہ خدمت** ہی کی دولت ہمیشہ رہی اور یہی میں نے ورثہ میں پائی ہے اور اللہ پر بھروسہ کر کے ہمت فرسا حالات میں بھی اسے ۲۰ صفحہ پر شائع کرنے کے قابل ہو سکا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک

(۳)

میں نے پچاس دوستوں نہیں نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائیوں اور فدائیوں کو پکارا تھا کہ وہ اس کی اشاعت کے لئے سو سو کاپی خرید کریں اگرچہ **صحابہ** کرام کا وہ مخلص و جاں نثار گروہ جو ہمیشہ الحکم کا قدردان رہا بہت ہی کم ہو چکا اور ۱۹۴۷ء کے انقلاب نے رہے سہے احباب کو منتشر کر دیا۔ اور میں اس تحریک کو عام نہ کر سکا۔

اس لئے مجھے یہ شکایت نہیں کہ یہ تعداد پوری کیا ادھوری بھی نہ ہو سکی تاہم امید ہے اس کی تلافی ہو جائے گی بایں مجھے **دادا حضرت** نے حیدرآباد سے لکھا ہے کہ میں کوشش کروں گا کہ کم از کم ایکہزار کی اشاعت کا انتظام کر سکوں وہ ان دنوں بیمار اور اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے زیادہ کام بھی نہیں کر سکتے تاہم وہ اپنے مخلص احباب سے متوقع ہیں کہ وہ ایکہزار کی اشاعت میں مدد دیں گے اور چار دوستوں کے نام انہوں نے لکھ دیئے ہیں کہ وہ منظور کر چکے ہیں (۱) حضرت فدائے سلسلہ سیٹھ عبد اللہ بھائی ایک سو (۲) مکرم سید حسین صاحب تاجر بیڑی ایک سو (۳) مکرم شیخ محمد اور احمد عرفانی ایک سو (۴) مکرم مرزا برکت علی صاحب انجینئر آبادان ایک سو۔

اور وہ توقع کرتے ہیں کہ حضرت سیٹھ حسن احمدی رضی اللہ عنہ کے خاندان اور متعلقین ایک یا دو سو کی اشاعت کا انتظام کر سکیں گے۔ بہرحال انہوں نے ایکہزار کے لئے تو لکھا ہے۔

(۴)

یہ نقش اول ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں نوازا اور اس کے دروازے سے ہم مایوس نہیں بلکہ پُر امید ہیں تو آئندہ الحکم کا جو خاص نمبر شائع ہوگا وہ اپنی ان خصوصیتوں اور امتیازی صفات کا حامل ہوگا جو الحکم اپنے دور ثانی میں قائم کر چکا ہے ابھی تو ہماری یہ حالت ہے کہ گذشتہ انقلاب کی وجہ سے ہمارا سارا دفتر قادیان میں رہ گیا اور اس کا جو حشر ہوا وہ ایک دکھ کی داستان ہے پھر کبھی سنائیں گے۔ اس وقت تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کون خریدار تھا اور اب کہاں ہیں گویا پھر نئے سرے اس جہاز کو اٹھانا ہے اللہ ہماری مدد کرے۔

(۵)

الحکم نے اس سال بعض خاص نمبروں کے نکالنے کا انتظام کرنے کا بھی پروگرام بنایا ہے۔ جو حضرت دادا حضرت عرفانی الکبیر کی خواہش کو پورا کرنے کے مدنظر ہیں اس خصوص میں ان کا ایک خط آخری صفحہ پر درج ہے میں امید کرتا ہوں کہ احباب اسے توجہ سے پڑھیں گے۔

(۶)

آخری بات اس سلسلہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک ابتدائی انتظامات کی تکمیل نہیں ہوئی اس لئے احباب صبر و حوصلہ سے کام لیں۔ جونہی انتظامات ابتدائی مکمل ہو جائیں انشاء اللہ ان کا محبوب **الحکم** اپنے فرائض کو ادا کرنے کی ان کے تعاون اور توفیق ایزدی سے کوشش کریگا۔

خاکسار

خالد عرفانی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تزکیہ نفس حاصل کرنے کا طریق

—— (۱) ——

"آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں۔ جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کیلئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو۔ جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اٹھتا ہے۔ اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے۔ اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی۔ اور ان کا جز بن گئی تھی۔ کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا۔ جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"

(حضرت مسیح موعود اربعین چہارم)

اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ
احمد اور حامد کا خلق پیدا کرو

—— (۲) ——

"اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو۔ اور کوئی چھل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کامل طور پر خدا کی تبھی حمد کر سکتے ہو جب تک کہ تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم ہو کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے تو گویا تو اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے وہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس کیلئے روا رکھتا ہے۔ اور جب کہ تمہارا رب جس نے اپنی کلام کو رب العالمین سے شروع کیا ہے زمین کی تمام خوردنی و آشامیدنی اشیاء اور فضا کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستارے اور اپنے سورج اور چاند سے تمام نیک و بد کو فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہیئے کہ یہی خلق تم میں بھی ہو ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اس میں ہوں پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جب کہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵، ۱۶)

اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنی اپنی رائیں درست کرو
جماعت کو ضروری نصائح

—— (۳) ——

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پالیا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کیلئے ہو۔ اپنے اصلی گھر کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پرآشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ..... ذالک مثلھم فی التوراۃ۔ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کیلئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔"

(اربعین ۴ صفحہ ۱۲، ۱۳)

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

—— (۴) ——

"چند دن سے ایک خیال میرے دل میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں میں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح اور تقویٰ کے راستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعے دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشاء پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل اور براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے یہی خیال ہے جو مجھے آجکل کھائے جا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب آ رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔"

ضروری اطلاع

جن احباب کی خدمت میں 'الحکم' کا پرچہ بطور نمونہ بامید خریداری ارسال کیا جاتا ہے اُن سے استدعا ہے کہ وہ خریداری یا عدم خریداری کی اطلاع دینا اپنا اخلاقی فرض سمجھیں۔ 'الحکم' انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ اور احباب جماعت سے تعاون کی توقع رکھتے ہوئے جاری کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جماعت کے مخلص احباب سلسلہ کے قدیم خادم "الحکم" کی معاونت فرما کر اسکے استحکام کا باعث بنیں گے۔ اگر سلسلہ کے مخلص بزرگوں نے تعاون فرمایا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ الحکم اپنی قدیم روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بہت جلد مصوّر شائع ہو سکے گا۔

آپ کے تعاون کا طالب
خالد عرفانی

ہفت گوہر نایاب

منقول از جوبلی نمبر

مخدومی المکرمی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کی روایات کو میں بہت بڑی اہمیت اور امتیازی درجہ دیتا ہوں۔ گو بعض بہت ہی کم روایات میں ذہول سا پایا جاتا ہے۔ تاہم روایات کے سلسلہ میں ان کی روایت میرے علم و عقیدہ میں خاص شان رکھتی ہے اور ان کی صحت میں قطعاً شبہ نہیں۔ حضرت میر صاحب کی ایک روایت نمبر ۵۱۶ سیرۃ المہدی کے تیسرے حصہ میں شائع ہوئی ہے۔ اس روایت کے مضمون کا ایک دوسرے واقعہ سے خلط ہو گیا ہے۔ مگر روایت فی نفسہٖ صحیح اور درست ہے۔ میں اس روایت کو اولاً درج کرتا ہوں اور پھر اس اختلاط کا ذکر کروں گا۔ اور پھر اس روایت کی تائید اور اصل حقیقت کے اظہار کے لئے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نادر اور اچھوتا مضمون بطور نمونہ شائع کرتا ہوں یہ اصل مضمون کی تمہید کا ابتدائی حصہ ہے۔ میرا مقصد حضرت میر صاحب کی روایت کی تصحیح اور توثیق ہے۔

نفس مضمون تو طویل ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے گا وہ چھپ جائے گا۔ میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن ملفوظات یا مخطوطات کو محفوظ رکھتا ہے وہ اپنے اپنے وقت پر اشاعت پا جاتی ہیں نے ہمیشہ سے ایسی نادر نایاب تحریروں کی حفاظت میں بفضلہ تعالیٰ قدم اٹھانے کا قابل ناز موقع پایا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تک جو مضامین اشاعت نہیں پا سکے اس کی وجہ میری بے بسی اور بے زری ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت ابھی ان چیزوں کی قیمت سے ناواقف ہے اس لئے کہ حضور کا زمانہ قریب ہی گزرا ہے اور جماعت ان وجودوں کو دیکھتی ہے جو اس ماہ رسالت کے دیکھنے والے تھے مگر ایک وقت آئے گا کہ اس قسم کے

گرانمایہ جواہر

کے قدردان دور دور سے ڈھونڈیں گے۔ اور وہ نہیں ملیں گے اور کروڑوں روپیہ خرچ کر کے بھی ان کو حاصل کرنا چاہیں گے اس موقع پر میں اپنے جانشین ایڈیٹر الحکم عزیز محمود احمد عرفانی اور اس کے بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان تبرکات کو دنیا کی کسی قیمت پر دینے سے جلد نہ کریں اور مرنے سے پہلے ہر شخص اپنے جانشینوں کو اس کی وصیت کرے دنیا کی کوئی چیز نہیں ساری دنیا کے خزائن اور زر و جواہر بھی اس کی قیمت نہیں ہو سکتے یہ اس ہاتھ کی تحریر ہیں جس کو خدا نے اپنا ہاتھ کہا۔ یہ اس کے تبرکات ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی تفرید و توحید کی منزل پر دکھا۔ یہ تبرکات ان کے پاس ہوں تو سب کچھ ان کے پاس ہے میری اس وصیت پر پابند رہیں۔ دنیا کی کوئی قوت اور دنیا کی کوئی دولت انہیں اس کے علیحدہ کرنے پر مجبور نہ کر سکے۔

اے اِلٰہ العالمین! تو ایسا ہی کر۔ یہ میری نسل میں دنیا کے آخر تک رہیں تو آپ ان کی حفاظت کے سامان کر دے جیسے محض اپنے فضل سے مجھ کو اس دولت سے مالا مال کیا۔ آمین۔ ایک قلبی کیفیت کی وجہ سے جس نے ایک رقت و خشوع اسی میں پیدا کر دیا ہے یہ ذکر ضمناً آ گیا اب میں اصل روایت کو لکھ کر ضروری تنقید کے بعد اصل مضمون کو پیش کرتا ہوں:۔

روایت نمبر ۵۱۶ صفحہ ۱۹۳ سیرۃ المہدی حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سب دوست اس موضوع پر ایک مضمون لکھیں کہ مذہب کیا ہے اور کامل مذہب کیسا ہونا چاہیئے۔ کچھ دنوں کے بعد بہت سے مضامین آ گئے اور بہت سے مقامی اور بعض بیرونی دوست خود مضمون لے کر تیار ہو گئے اس پر آپ نے کبھی مسجد میں اور کبھی سیر میں ان مضامین کو سننا شروع کر دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، میاں سراج الدین صاحب عمر خواجہ کمال الدین صاحب کے مضمون اور بہت سے دیگر احباب کے مضامین سنائے گئے۔ کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں حضرت صاحب نے اپنا مضمون بھی سنایا۔ مگر اپنا مضمون غالباً سیر میں سنایا کرتے تھے اس میں پہلا نکتہ یہ تھا کہ آپ نے لکھا کہ ہر مضمون نگار نے مذہب کے معنے "راستہ" کے کئے ہیں۔ مگر مذہب کے معنے وہ روش اٹھکے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نادر مضمون

حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے

پس مذہب وہ روش ہے جس کے مطابق انسان چلتا ہے یعنی مذہب ایک راستہ نہیں جس پر انسان چلے بلکہ وہ روش اور طریق رفتار ہے جسے انسان اختیار کرے۔

روایت اسی قدر ہے۔ مخدومی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد (جو اس سلسلہ روایات کے جامع ہیں) نے اس پر اس قدر نوٹ دیا ہے:۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ عربی لغت کی رو سے مذہب کے معنے راستہ اور روش ہر دو کے ہیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ موخر الذکر معنوں میں جو لطافت اور وسعت ہے وہ مقدم الذکر میں نہیں۔"

خاکسار عرفانی عرض پرداز ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب سے اس روایت پر بسیط نوٹ کی توقع تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے اس سلسلہ روایات میں تنقید کا تفصیلی پہلو مد نظر نہیں رکھا بلکہ مقدم یہ سمجھا ہے کہ روایات جمع ہو جائیں۔ اس لئے ضرورتاً آپ بہت چھوٹے نوٹ عند الضرورت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرماوے۔

میں نے جب اس روایات کو پڑھا تو میرے سامنے واقعات کا ایک سلسلہ آ گیا۔ نفس روایت کے متعلق مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ میری تحقیقات میں دو مختلف واقعات جمع ہو گئے ہیں یہ بھی درست ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر احباب کو ایک موضوع پر مضمون لکھنے کا حکم دیا تھا مگر وہ موضوع مصلح اور مجدد کی ضرورت کا مضمون تھا۔

"مذہب کیا ہے؟" اس کے متعلق جہاں تک میرا علم ہے ایسی دعوت نہیں دی گئی بہت ممکن ہے کہ حضرت میر صاحب کا علم صحیح ہو اور یہ کسی دوسرے وقت کی بات ہو لیکن اس میں جو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اپنا مضمون غالباً سیر میں سنایا کرتے تھے یہ حضرت کے عمل کے خلاف ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کوئی مضمون جب بھی سناتے تو وہ مسجد میں سنایا کرتے تھے عام معمول یہی تھا۔ ممکن ہے کہ اس خاص مضمون کیلئے ایسا ہوا ہو۔ علاوہ ازیں ان مضامین کا کوئی حصہ کہیں موجود ہو تو چاہیئے میری تحقیقات یہ ہے جس کا ثبوت میں پیش کر رہا ہوں کہ جن ایام میں سراج الدین عیسائی قادیان دار الامان میں آیا ہوا تھا اس وقت پادری مارٹن کلارک کے ساتھ خط و کتابت سراج الدین صاحب کی ہو رہی تھی اور اس میں مذہب کیا ہے؟ اور مذہب کامل کی کیا علامات ہیں؟ زیر بحث تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کی خط و کتابت پر ایک محاکمہ بھی لکھا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ محاکمہ بھی خاکسار کی سعادت کی دولت ہے اسی سلسلہ میں حضور نے ایک مضمون "مذہب کیا ہے" اور "مذہب کامل کی علامات کیا ہیں؟" پر لکھا پادری مورلیس کے خطوط کا ترجمہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کیا تھا یہ مضامین حضرت کے حضور پڑھے جاتے تھے

میں امید کرتا ہوں کہ اس نوٹ کے پڑھنے سے حضرت میر صاحب مخدومی کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ اگر ان کے حافظہ اور علم میں ان واقعات کا کیا توارد ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے ورنہ میں تسلیم کر لوں گا کہ حضرت میر صاحب کی روایت کسی اور واقعہ سے تعلق رکھتی ہے جس کا مجھے علم نہیں میرے علم و حافظہ کا موجودہ مضمون ہے حضرت نے اس تقریب پر لکھا تھا۔ میں اس کا صرف ابتدائی تمہیدی نوٹ دیتا ہوں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریر کا عکس چھاپ دیتا ہوں اس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اس مضمون میں کیا قیمتی خزانے حقائق و معارف کے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ کس اہل دل کو اس کی طباعت کیلئے جوش پیدا ہوتا ہے میں پہلے اس کو صاف خط میں دیتا ہوں اور چربہ بعد میں۔

(خادم:۔ عرفانی کبیر از ناگ آباد ۲۹ نومبر ۱۹۳۹ء)

مذہب

جاننا چاہیئے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے مذہب کہتے ہیں۔ اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے شریعت بھی کہتے ہیں۔ اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اس کا نام صراط بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اس کو دین بھی کہتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھ کر وہ ملت کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے لحاظ سے اس کا نام شرب بھی ہے اور ساتویں پہلو کے لحاظ سے وہ نحلہ کے نام سے نامزد ہے

سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تب ہی کامل کہلائے گا جب کہ وہ ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر سات قسم کی خوبیاں رکھتا ہو کیونکہ جب اس کو واضع حقیقی کی طرف سے سات لقب ملتے ہیں اور لقب ابتدا دو پہلے سے ملتے ہیں تو یہ پختہ دلیل اس بات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال سات لقبوں کے مفہوم کے تحقق پر موقوف ہے اور وہ سات خوبیاں باعتبار سات لقب کے یہ ہیں

اول خوبی مذہب کے مفہوم کے لحاظ سے ہے

۱ جس کے معنے روشیں ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی مقام معقول روش پر ہو۔ اور افراط و تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے جس طرح جسمانی صحت انسانی کی جسمانی مواد پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کیلئے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے

پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کریگی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کمال مطلوب ہے۔

۲ دوسری خوبی شریعت کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ

شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اس کے ہر عقیدہ اور اصول کو شناخت کر سکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالا یطاق کیلئے مجبور نہ کیا جائے۔

۳ تیسری خوبی صراط کے مفہوم کے لحاظ سے ہے۔ صراط لغت عرب میں اسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزا اس کے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر اس طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس کے بعض اصول بعض دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جائے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

۴ چوتھی خوبی دین کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں طاعت اور جزائے اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اس میں کامل اطاعت کی ہدائیں موجود ہوں اور نیز کامل جزاء کے وعدے بھی ہوں۔

اور یاد رہے کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لئے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کہ انسان اپنے لئے ایک۔ نتیجہ پیدا کر لیتا ہے۔ بطریق مجاز اس کو بھی دین بولتے ہیں۔

۵ پانچویں خوبی ملت کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملة لغت عرب میں راہ کو جلد طے کرنے کو کہتے ہیں۔ سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اس منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جن کے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہو سکے۔

۶ چھٹی خوبی مشرب کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے نہ بناوٹی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہو کر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح ہو مستغرق ہو۔ اور عقل جو ہر عقیدہ اور حکم میں استدلال کے طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانی سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں بھی یہی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا۔ یعنے خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلاتا ہے جو ان کو اندرونی گندوں سے پاک کرنیوالا ہے۔

۷ ساتویں خوبی نحل کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحل لغت عرب میں باریک اور دقیق کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سوائے معنوں کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقویٰ اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی اس سے فوت نہ ہو۔ اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ ان تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اس کی نظر کے سامنے ہیں اسی طرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ ان کے اندر ہو۔

اور نحلہ عطیہ بلا استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس کے معنے کے رو سے تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطایعنے آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو انسان کو ترقی کے لئے قوتیں دی گئی ہیں یہ تعلیم ان قوتوں کی خادم ہو اور ان کو بیکار نہ کرے۔ کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل کے ہے صرف اس حالت میں فضل کہلا سکتا ہے جو اصل نعمت سے انکار نہ ہو۔ اور اصل نعمت بھی قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جائے۔

نوٹ یہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تحریر ہے جس کا چربہ بھی دیدیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس مضمون کے حقائق و معارف کا مقام کتنا بلند ہے۔ میں ایک مسرت سے لبریز قلب اور بصیرۃ و شعور کامل سے کہتا ہوں کہ اگر الحکم کے جوبلی نمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گنجہائے معارف کے اس ہفت گوہر ہی کو شائع کر دیتا تو الحکم کا جوبلی نمبر اپنے امتیاز کے لحاظ سے سربلند رہتا۔ مگر جناب جوبلی نمبر میں اور بھی کچھ پاروں کے جواہر سیراب کرے گا۔ جب کہ تمہیدی نوٹ میں لکھ چکا ہوں اس مضمون کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور میرا یہی ایمان ہے کہ وہ شائع ہو جائے گا۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

مجھے یہ شکوہ کرنے دو کہ لوگوں کی نظریں کاغذ اور سیاہی کے پیسوں پر رہتی ہیں اور وہ ان چیزوں کے سکوں سے ان گرانمایہ جواہر کی قیمت کا اندازہ کرتے ہیں۔ میرا خطاب ان سے نہیں ہیں اس ایک دل کی تلاش میں ہوں جو اس کی اشاعت کے لئے وہ کچھ قربان کر دے جو میں کہوں اور مجھ کو نہ کہے کہ اس قدر حرج کیوں ہو گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو میں یا میرے جانشین کو خدا تعالیٰ توفیق دے گا کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ

ایں براہین بزرگ نگاشتم

میں اس ہفت گوہر زریں کو شائع کر کے اپنی قسمت پر ناز کروں اور خدا تعالیٰ کا شکر۔

میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کہ جس رحیم کریم مولیٰ نے الحکم کو میرے ذریعہ جنم دیا اور اسے میرے ذریعہ اب تک زندہ رکھا۔ اور جس نے اپنے فضل و کرم سے عزیز مکرم محمود احمد عرفانی کو صحیح معنوں میں میرا قائم مقام بنا کر کھڑا کر دیا۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں اور اس پر خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں بہترین قلم اور اس کے منہ میں بہترین زبان دی ہے۔

اللھم زد فزد امین

وہی رب کریم و محسن جس نے مجھے ان خزائن مخفیہ کو دیا ہے۔ وہ آپ ان کی اشاعت کے سامان کر دے گا ــــ لیکن میں قارئین کرام سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سوچیں۔

عرفانی کبیر

انہ الہ آباد

بعض غیر مطبوع ملفوظات

رحمت حق ہم چو شیر مادر است

"آنکہ از خوف حق گریہ کند در آتش داخل نشود تا آنکہ شیر دگربار بہ پستاں رود"

(نوٹ از مرتب) مندرجہ بالا کلام آپ نے ایک کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے گریہ کرتا ہے وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ ماں کے پستانوں میں دوبارہ دودھ داخل ہو جائے۔ اس میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ رحمت حق ماں کے دودھ کی طرح ہے۔ ہر ایک شخص اپنے فہم اور مذاق کے موافق اس معرفت سے حصہ لے سکتا ہے آپ نے اس میں انسان کو توجہ دلائی ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف جو خشیت اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے انسان کے لئے دروازہ رحمت کھول دیتا ہے اور اس خشوع و خضوع کی حالت میں اس کے اشک ہائے ندامت آتش دوزخ کو بجھا دیتے ہیں۔ نیز اس میں انسان کے قلب کو پر امید بنایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی مثال شیر مادر کی ہے۔

ایمان کا کمال جہاد سے ظاہر ہوتا ہے

حضرت اقدس نے ایک مسودہ میں لکھا ہے کہ

"کسے کہ ملاقات کند خدا را بے نشانے از جہاد۔ ملاقات مے کند خدا را حالانکہ در دین وے رخنہ انست۔"

(نوٹ از مرتب) یعنی جو شخص خدا تعالیٰ سے ایسی حالت میں امید لقاء رکھتا ہے کہ اس کے اعمال میں جہاد فی سبیل اللہ کا کوئی اثر اور نشان نہیں ہے وہ بخیال خویش خدا تعالیٰ کی لقاء کا امیدوار ہے لیکن اس کے دین میں رخنہ ہے۔ اس میں حضور نے مومن کو توجہ دلائی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ ایک ایسی شئے ہے جو انسان کے دین اور ہر قسم کے خطرات سے محفوظ کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے اعمال سے اس اثر اور نشان کو ظاہر نہیں کرتا۔ اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔

قریباً ۱۸۷۰ء کا کلام

انسان اگرچہ ارض و سما کو ہلا سکے ۔۔۔ اس کی قضا کے آسامنے کیا پیش جا سکے

ایسی نہیں یہ بات کہ کوئی بتا سکے ۔۔۔ نادان بشر کے فہم میں کیونکر وہ آ سکے

مذہب کا کمال

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مذہب کی درحقیقت خوبی ایک ہی ہے کہ وہ درحقیقت اپنے ہر ایک پہلو اور مبادی اور مقاصد میں کامل ہو اور ہر ایک پہلو سے فرقان اعظم ہونے سے حق اور باطل میں ایک کامل اور محیط طور پر فرق کر کے دکھاتا ہو اور خیر اور شر میں پوری پوری تمیز قائم کرتا اور پھر اپنے کمال ذاتی کی وجہ سے حق کے طلب کو حقیقی سچائی کی طرف جو علم صحیح اور صالح کے رنگ میں کھینچ سکتا ہو لیکن حقائق مذہبیہ کے ایسے بڑے دو حصے جن کی طرف حق یا باطل منسوب ہو سکتا ہے حصر عقلی کے رو سے دو ہیں (۱) ایک خدا اور اس کی صفات کے متعلق (۲) دوسری نوع انسان اور اس کی راستبازی یا ناراستی کے متعلق۔ پس ہر دو حصوں کے بارے میں وہ مذہب فرقان اعظم کے لقب کا حقدار ہے جو ان دونوں تعلیموں کو نہ صرف صحیح صحیح طور پر بیان کرے بلکہ ان کی صحت پر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتیں دلا کر دلوں کو مطمئن اور تسلی یاب کر دیوے۔

حضرت نیر (رضی اللہ عنہ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پہلی ملاقات

حضرت نیرؓ (عبدالرحیم نیرؓ) جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت میں سرشار تھے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص و صدق کی وجہ سے ایک معمولی مدرس سے اٹھا کر معلم اور اسلام کا ایک بہترین مبلغ بنا دیا ان کی زندگی ان خصوصی عجائبات کا ذخیرہ ہے میرے دل میں درد ہے کہ میں ان کے جنازے کو کندھا تک نہ دے سکا اور قریباً ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر ان کی خبر سنکر دل حزیں کے جذبات آنکھوں کے ذریعہ اظہار کر کے رہ گیا آخری ملاقات ان سے بمبئی میں ہوئی تھی۔ ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ تحریری تبلیغ کے وہ بانی تھے افریقہ اور ماریشس سیلون وغیرہ میں احمدیت کی ابتدائی تنظیم تبلیغ کے وہی آدم ہیں اور لندن میں حضرت امیر المومنین کے ورود اور مسجد الفضل کی بنیاد رکھتے وقت وہی انچارج تھے وہ پہلی مرتبہ ۱۹۰۵ء میں قادیان آئے تو اپنے جذبات کا اظہار ایک نظم (بزبان پوربی) کیا تھا اور اسے پیش کر کے ہی اپنے دامن کو گوہر مقصود سے بھر لیا۔ میں آج اپنے بچھڑنے والے بھائی اور اپنے اور ان کے آقا کی یاد کے لئے خود ان کی اپنے قلم سے لکھی ہوئی شائع کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن رکھے اور اس کی ذریت میں وہ نور چمکتا رہے۔ آمین!! (عرفانی الکبیر)

۱۹۰۵ء کے ایام گرما تھے۔ اور تعطیلات موسمی میں ایک محبت بھرا دل لیکر قادیان میں حاضر تھا۔ مسیح پاک کے لئے ایک پوربی نظم کا تحفہ لایا تھا۔ اور دربار میں ادب سے کھڑے ہو کر جو کچھ عرض کیا۔ اس کا آخری حصہ حسب ذیل تھا۔

گوالن یورپ دیش سوئے تہارے دوار کا آئی
مہامنت کے لال جی کرپا کرو جیت لائی
نیرؔ منیر نام ہے تمرو گوال کہات!!
دودھ صوا تمرے گیان کا بیچت ہوں نرات
سکھیاں ہم سنگ دہ وہاں دو ہو تم گوال!
تنک بجریا کھینچو ہمرے اور گوپال

دوستو! اس پر آنکھ اٹھی۔ مجھے غور سے دیکھا اور اک نگاہ پہ دل کا فیصلہ کر دیا اور دونوں جہانوں میں بیڑا پار کر دیا۔

(۲)

میں سخت بیمار تھا۔ حضور کو لکھا۔ خط سامنے رکھ کر لکھتا ہوں:۔

"افسوس کہ میری طبیعت اچھی ہو کر پھر بگڑ جاتی ہے۔ کل کسی قدر بخار پھر ہو گیا اور کل تمام دن زور سے کھانسی آتی رہی۔ رات ایک دفعہ کھانسی آئی۔ اور پسینہ آیا۔ صبح سے اب ۱۱ بجے تک بڑے زور سے تین دفعہ آچکی ہے۔ آنکھوں سے پانی نکل پڑتا ہے۔ سخت تکلیف ہوتی ہے۔ میرے لئے دعا فرماویں۔ اور کوئی دوا بھی عنایت کریں۔ شاید اللہ اسی سے شفا بخشے۔ افسوس میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میری خواہش تھی کہ حضور کی مزید کامیابی دیکھوں۔ خدا معلوم اب میں مر جاؤں گا یا جیتا رہوں گا۔ خیر میں دعا سے نا امید نہیں۔ میرے لئے زور سے دعا فرمائیں۔"
۱۴ر فروری ۱۹۰۶ء

شرم کے ساتھ میں اس خط میں رکھتا ہوں۔ اور امید ہے کہ آج اس غریب نادار بیمار کے لئے خاص توجہ سے دعا کی جائے گی۔"

دوستو! سوت کی انٹی کے ساتھ یوسف کی خریداری مسیح موعودؑ سے زور کے ساتھ خاص توجہ سے دعا کی درخواست اور یہ بندہ۔

اب دیکھو! سرکار کا لطف و کرم اور غریب نوازی اس خط پر تحریر ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
انشاء اللہ میں زور سے دعا کروں گا۔ اور کوئی دوا بھی تجویز کروں گا ہر دوسرے تیسرے دن یاد دلاتے رہیں۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد۔

(۳)

بیماری کے سلسلہ میں ایک اور خط سامنے ہے۔ میں لکھتا ہوں:
"ابھی میرے دل میں بہت امیدیں ہیں۔ اور کچھ اور خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کرے میں حضور کی مزید کامیابی دیکھ سکوں۔ میری صحت کیلئے دعا فرماویں مجھے سخت گھبراہٹ ہے۔"

ڈاکٹر کہتے ہیں بایاں پھیپھڑا خراب ہو چکا ہے۔ زندگی کی امید نہیں۔ مگر مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
انشاء اللہ میں بہت دعا کروں گا۔ مجھے کلی صحت تک یاد دلاتے رہیں۔ کل سے میں بھی درد جگر میں بیمار ہوں۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد۔

ملاحظہ ہو۔ کلی صحت کی قبل از وقت خبر اور باوجود درد جگر بہت دعا کرنے کا وعدہ یہ تھے مسیح موعود کے احسانات اور یہ ہے حضور کا معجزہ کہ گلے پھیپھڑوں نے یورپ کی برف میں اور افریقہ کی سموم میں کام کیا۔

میرا دم معجزہ ہے انکے دم ان کی توجہ کا ۔ میں زندہ ہوں اگرچہ قصہ لاذر ہے افسانہ

(۴)

اگست ۱۹۲۱ء تھا اور میں گولڈ کوسٹ میں تھا۔ گھبراہٹ تھی حضور کی یاد تھی بحر ظلمات کے کنارے سالٹ پانڈ کے شوریلے اور گستاخ ساحل پر جھکر میں نے گایا۔

میرے سر میں جنوں ہے دل میں جلن میرا چین گیا میری نیند گئی
مجھے یاد جو آیا سیس بدن میرا چین گیا میری نیند گئی
میری بتیاں بگڑ کے گلے سے لگا میرے سینہ سے سینہ کو اپنے ملا
ہائے سینہ میں جلتی ہے برہا اگن میرا چین گیا میری نیند گئی
تیرے لخت جگر کی صورت ہے۔ محمود کی موہنی مورت ہے
ہائے وہ بھی دور ہے دور وطن میرا چین گیا میری نیند گئی
تیرا نیر خستہ جگر ہے جہاں آسے جناب میں ابرو بحر ہے درمیاں
لیجو اس کی کمبر تو رہے لاگے چرن میں میرا چین گیا میری نیند گئی

اس کا جواب ملا۔ آقا نے غریب نواز نے گلے سے لگا لیا۔ تب اسی ساحل پر اسی جگہ بلبل نے یاد گل میں ترانہ خوشی گایا۔

سوئے نیکھ سکھی میرے جاگ پڑے سوکھے برجہ بھی کئے آن ہرے
لاکے گلے سے جو ابھکا ہم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی
میری دکھوں میں ساری عمر یا کٹی مجھے غم کی ہمیشہ سے روزی ہٹی
ہوا فضل رحم گئے رنج و ہم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی
میرے صف کو حادی نے چیر دیا قلم بعین فتح کیا
لیا ہاتھ میں جہدی کا جبہ سے علم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی

(۵)

یاد حبیب میں سفر پر جاتے ہوئے بے ربط باتیں لکھ دی ہیں۔ آج کا دن کیا ہے۔ کوئی ذیل کے چند جذبات نیر پڑھے۔

راتیں کٹی ہوں جس کی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جان کی عاشق کے جان کنی کو
آنکھوں کا میرے پانی یاد حبیب نو ہے جا
اس گل کی جا کے دینا ہر ایک پنکھڑی کو
ندے ہے نہ پر ہے آخر کیا تحفہ ان کو بھیجوں
لیجا نسیم سحری اس میری بے بسی کو
پیش از وصال مشکل تو ہے وصال جاناں
رو دیا ہیں کے تسکین ملتے ہیں احمدی کو
جاناں تمہارے منہ سے نیر بھی نور چمکا!
کیا منہ تھا ورنہ اس کا پاتا جو روشنی کو

معذرت

قارئین کرام کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ "الحکم" کا آئندہ شمارہ ۲۱ر جون ۱۹۵۱ء کو شائع ہوگا۔ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے خاص نمبر تاخیر سے نکل رہا ہے جس کیلئے احباب سے معذرت خواہ ہوں

خالد عرفانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا

مناجات شوریدہ اندر حرم

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا درج کرتا ہوں جو آپ کے الفاظ میں حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ لودہانوی نے بیت الحرام میں ۱۳۰۳ھ کے حج کے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق باواز بلند پڑھا اور حاضرین نے آمین کہی۔ پھر اسے مقام عرفات پر پڑھا اور رفقائے جماعت نے آمین کہی اور حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ اور انہوں نے اپنی روایات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ دعا اپنے اندر حضرت اقدس کی سیرۃ و شمائل کا ایک دفتر لئے ہوئے ہے غور سے پڑھو اور سوچو اور پھر سوچو کہ

کاذب کے منہ کے الفاظ ہو سکتے ہیں۔

اور ایسے وقت میں جب آپ نے کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ (خالد عرفانی)

مکتوب بنام حضرت منشی احمد جان صاحب

از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔

باخویم مخدوم و مکرمی منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر ہونا چاہئے۔ اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زادِ راہ میسر کر دیا اور عزم صمم ہے اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرمائے۔ اور آپ کا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہ ہو۔ اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بتحصیل مرضات اللہ واپس آئیں۔ آمین یا رب العالمین۔ اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کرے گا۔ اور آپ کے پچیس روپیہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی ہے اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجالائے۔ جزاکم اللہ خیرالجزا واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ

یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی تجھ سے کم نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے۔ اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے۔ آمین

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت و غربت کے ہاتھ بصدق دل اٹھا کر گذارش کریں کہ:۔

"اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو جائے مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک ..... اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر ..... جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور ..... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ..... حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں ان کا متکفل ..... اور سب کو دار الرضا میں پہنچا اور اپنے اور اس کے آل و صحب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یا رب العالمین"

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ انہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۱۳۰۳ھ

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ میں ایک مبسوط باب کا حق رکھتا ہے میں قارئین کرام سے بار بار درخواست کروں گا کہ وہ اسکو پڑھیں کہ کیا اس قلب کی تصویر ہو سکتی ہے جس کو کاذب اور مفتری کہا جاتا ہے یا اس ضمیر کی تنویر کا مرقع عرفانی جوش اپنے قلب میں رکھتا ہے اور وہ اس شعور سے بول رہا ہے کہ خدا نے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا مقصد صرف ایک ہے کہ

میرا مولےٰ مجھ سے راضی ہو جائے

اگر یہ صحیح ہے کہ وہ ضرور صحیح ہے تو اس کے بعد اس کی تکذیب سمجھ لو کیا نتیجہ پیدا کریگی یہی وہ دعا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اس پر یہ شعر الہام کیا

؎ دلم می بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شعر ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا تھا آپ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے اور حرم سے مراد جس پر خدا تعالیٰ نے تباہی کو حرام کر دیا ہو اور دلم می بلرزد بظاہر ایک غیر محل سا محاورہ ہو سکتا ہے مگر یہ اسی کے مشابہ ہے جو بخاری میں ہے کہ مومن کی جان نکالنے میں مجھے تردد ہوتا ہے توریت میں جو پچھتایا وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں دراصل وہ اسی قسم کے محاورہ ہیں جو اس سلسلہ کی ناواقفی کی وجہ سے لوگوں نے نہیں سمجھے اس الہام میں خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت اور رحمت کا اظہار ہے اور حرم کے لفظ میں گویا حفاظت کی طرف اشارہ ہے (الحکم جلد ۷ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۲)

یہ وہ تصریح ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ بالکل صحیح اور درست ہے خدا تعالیٰ کا کلام کسی زبان اور کسی صورت میں نازل ہو وہ ذو المعارف ہوتا ہے۔ امر واقعہ کے مطابق بھی یہ الہامی شعر ایک حیثیت رکھتا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اس رنگ میں بھی اس کی پوری تجلی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دشمنوں اور مخالف اقوام کے انفرادی اور اجتماعی حملے اور آپ اور آپ کی جماعت کو مٹا دینے کے منصوبے اس عصر سعادت کی تاریخ کے عبرت بخش اوراق ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اور اس کی محبوبیت کے نشان کے طور پر

ان سب کو نامراد کیا

میں واقعات کے رنگ میں اس الہام کا یہ بھی مفہوم لیتا ہوں (ذاتی رنگ میں) کہ اس دعا کی قبولیت کا بھی اظہار ہے جو ۱۳۰۳ھ میں بیت اللہ حرم میں کی گئی کچھ شک نہیں اس وقت دعا کے الفاظ حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں سے نکل رہے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کے حضور ان الفاظ کے ساتھ خود حضرت اقدس موجود تھے۔ اسی لئے الہام میں یاد آورم کا لفظ ہے۔

نوٹ:۔ اس دعا کے الفاظ پر غور کرنے سے حضرت اقدس کی سیرۃ کے مندرجہ ذیل پہلو صاف نمایاں نظر آتے ہیں۔

اول۔ آپ میں انتہائی درجہ کی خاکساری اور انکساری ہے خدا تعالیٰ کی کبریائی پر اس قدر ایمان اور عظمت الٰہی کی ایسی بصیرت ہے کہ اپنے آپ کو ناکارہ اور عاجز محض یقین کرتے ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ساری قوتوں کبریائیوں کا چشمہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور جب تک انسان اپنی انانیت کو اس راہ میں کچل نہیں دیتا وہ کسی عظمت اور بزرگی کا مرکز نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ آپ کی زندگی کا مقصد عظیم صرف یہ تھا کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو چشم بصیرت اور قلب سلیم لیکر دیکھو جس شخص کی زندگی کا مقصد یہ ہو کہ اپنے مولیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہو اس پر یہ ممکن ہے کہ وہ اس پر افترا کرے۔

سوم۔ آپکی فطرت اتنی پاکیزہ اور قدسی نفس ہے کہ جسے گناہ سے بے انتہا نفرت ہے اور نفس کے جذبات اور محرکات کو وہ اتنا دور ڈالدینا چاہتا ہے جیسے شرق و مغرب کا فاصلہ ہے۔

چہارم۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں وہ فانی ہے اور اپنی زندگی اور موت اور ہر ایک قوت کا ظہور اللہ تعالیٰ کی محبت میں چاہتا ہے۔

پنجم آپ ایک بصیرت اور کامل شعور کیساتھ خدا تعالےٰ کے حضور میں اس کے حضور اپنی ماموریت کا اظہار کرتے ہیں ایک مفتری علی اللہ کا یہ حوصلہ اور دل گردہ نہیں ہو سکتا کہ مامور نہ ہو اور خدا کے حضور مامور ہونے کا اظہار کرے۔

ششم۔ آپ کی فطرت سلیم میں یہ جوش ڈالا گیا تھا کہ وہ خدمت دین کریں اس فطرتی جوش کی تکمیل کیلئے آپ کے قلب میں تڑپ ہے۔

ہفتم۔ آپکی بعثت کی غرض مخالفین اسلام پر اتمام حجت ہے اور آپ کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہ ہے کہ وہ اسلام کی خوبیوں سے بے خبروں کو آگاہ کریں۔

ہشتم۔ آپ کو اپنی اور اپنی جماعت کی کامیابی کا کامل یقین ہے

نہم۔ آپ اس یقین سے بھی لبریز دل رکھتے ہیں کہ آپ اور آپ کے مخلصین خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعام کے وارث ہوں گے۔ دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ ہی انکا متکفل ہوگا۔ اور انکو دار الرضا نصیب ہوگا۔

دہم۔ آپ کی اس محبت کا اظہار ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین سے ہے۔

کہاں تک شمار کروں۔

اس دعا کو پھر پڑھو تم کو ایک لفظ بھی اس میں نہ ملے گا جس میں دنیا کی کوئی متاع اور مالوفات کی کسی خواہش کا اظہار ہو طبعی طور پر انسان زمینی آسائشوں اور عزتوں کا طلبگار ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے اپنے ہاتھ سے مسوح کیا ہوا کہ اس قسم کی تمام خواہشوں پر موت وارد کر لیتا ہے۔ آپ کے کلام اور عملی زندگی کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان چیزوں سے آپکو کوئی تعلق نہ تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسمان کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے تن کو نگار
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار
ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں ہم نے پایا وہ نگار
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرش رب العالمین
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اترا مجھ میں یار
کوئی رہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائے گا زر بے شمار

یہ میں نے بطور نمونہ آپ کے کلام کا ایک ٹکڑا پیش کیا ہے ورنہ آپ کے ملفوظات آپکی تالیفات میں یہی ایک چیز ہے جس کا مختلف رنگوں اور مختلف اسالیب بیان سے ذکر کیا ہے اس دعا میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت ہی کو طلب کیا اور اسی محبت میں دائماً سرشار اور مست رہے اور اسی مئے محبت سے ایک جماعت کو مست و بیتاب کر دیا اور اب وہ اسی رنگ میں رنگین ہے۔

دلبر کی راہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہوشیار ساری دنیا اک باؤلا یہی ہے

ان اشعار پر غور کیجیے کہ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد زندگی کو آئینہ کر دیا ہے اور دنیا کی وجاہتوں اور شہرتوں پر لات مار کر آپ نے وہ مقام حاصل کیا کہ اپنے قلب کو عرش رب العالمین پایا ناداں معرفت سے بے خبر اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ نوافل سے تو بندہ اس قدر قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے جوارح اور اعضاء اعضائے حق ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ دعا آپ نے ۳۱ برس تک بیت الحرام میں بالواسطہ کی جب کہ آپکو دنیا والے جانتے بھی نہ تھے اور آپ گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اس دعا کے پڑھنے سے آپ کو پتہ لگتا ہے اور اس درد کا اندازہ ہوتا ہے جو غلبہ اسلام کیلئے آپ کے دل میں تھا۔

چھبیس مئی ۱۹۰۸ء کا دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نعش مبارک پر ایک اولوالعزم کا عہد

۴۳ برس گذرتے ہیں اس تاریخ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق وفات پائی اور آپ کے جسم مطہر کو مقبرہ بہشتی کی خاک پاک میں سپرد کر دیا گیا۔ احمدی جماعت میں یہ دن یوم الامتحان تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جسم احمدیہ کو ہر قسم کے انتشار سے بچایا اور سب کو حضرت حکیم الامتہ کے ہاتھ پر اسی طرح جمع کر دیا جس طرح قدرت ثانی کے ظہور کا وعدہ دیا تھا آج ۴۳ سال گذرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ ہمارا محبوب مطاع ہم میں موجود نہیں مگر اس کی وہ یادگار ہے کہ

پسر ش یادگار می بینم

کا بار بار ہے جو حسن و احسان میں اس کی نظیر ہے ہم میں وہی روح اور قوت پیدا کر رہا ہے اور وہ سلسلہ جو اس وقت بیج کی طرح تھا آج ایک سایہ دار درخت کی شکل ہے جس کی شاخیں اطراف عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور جن کے تازہ بتازہ شیریں پھل ہر وقت شاد کام کرتے رہتے ہیں۔ میں احمدی جماعت کے افراد کو ۴۳ برس پیچھے لے جا کر وہ نظارہ دکھانا چاہتا ہوں جبکہ خدا تعالیٰ کا مامور مرسل ہم سے آناً فاناً علیحدہ ہو چکا تھا۔ اس وقت ہر قسم کی خطرات جماعت کے سامنے تھے آپکے جسد مبارک پر ایک نوجوان کھڑا ہے اس کی جسمانی تعلقات کی وجہ سے اس پاک وجود کا لخت جگر ہونے کی عزت حاصل ہے وہ اپنے مستقبل کو اس وقت نہیں دیکھتا وہ خطرات جو ذاتی طور پر اپنے خاندان کا سب سے بڑا ممبر ہونے کی حیثیت میں اس کے گرد و پیش ہو سکتے ہیں اسے بھول جاتا ہے بجائے اضطراب اور گھبراہٹ کے اس کے قلب میں سکون اور اطمینان ہے اس کے حواس پہلے سے بھی زیادہ تیز ہیں۔ اگرچہ قدرتی طور پر اس کی سکینت بیقراری سے اور استقلال گھبراہٹ سے بدل جانا چاہئے مگر وہ خود اس امر سے ناواقف ہے کہ اس کی حالت میں یہ انقلاب کیوں ہے؟ اگرچہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے بہت بڑا انقلاب ہو چکا ہے۔ مگر اس کی نظر کسی اور چیز کو دیکھ رہی ہے۔ وہ باپ کی نعش پر آتا ہے اس کی آنکھیں پرنم نہیں بلکہ وہ اس وقت بالکل استقلال و دنیا بجائے کا ناقابل جنبش پیکر بن کر خدا میں وصال یافتہ باپ کی نعش پر کھڑا ہوتا ہے اور اس وقت خدائے برتر کے حضور ایک عہد کرتا ہے جس کا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں اس طرح ہے:۔

"اے خدا! میں تیرے حضور اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے میرے باپ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی کر کے بھیجا وہ تیرا نبی اور رسول تھا۔ اور یہ عزت و شرف اس نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور پیروی سے پایا وہ فی الحقیقت اپنے نام کی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا وہ تیرے وعدوں کے مطابق آیا دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر تو نے اس کو قبول کیا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کیا میں آج اس کی نعش پر کھڑا ہو کر تیرے حضور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جس سلسلہ کو تو نے اس کے ذریعہ قائم کیا ہے میں اسی سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی زندگی ختم کروں گا خواہ دنیا میں ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو تو ہی میرے لئے بس ہے اور تیری ہی تائید اور توفیق سے میں اس خدمت کو سر انجام دے سکوں گا۔"

یہ اس عہد کا خلاصہ ہے جو اس نوجوان نے خدا کے مامور و مرسل کے جسد مبارک پر کھڑے ہو کر اس وقت کیا [illegible] کیا جبکہ وہ دنیا میں یتیم بنا دیا گیا تھا۔ یہ عزم یہ حوصلہ یہ سکینت کی روح کیا محض خیالات سے پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں یہ عہد اس کے دماغ کی اختراع نہ تھی اور یہ سکینت اور استقلال۔ بناوٹ اور تکلف کا نتیجہ نہ تھی۔ بلکہ روح الامین اور ذو القوۃ المتین کے ذریعہ ایک فیضان تھا جو خدا کی طرف سے اترا اور واقعات نے بتایا ہے کہ یہ عہد۔ برکت اور فتوحات کا عہد تھا۔

اس وقت کچھ شک نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا مگر قدرت ثانی کے ظہور کے لئے اس واقعہ کا ہونا بھی لازمی تھا اور اس کے آنے کے لئے آپ کا جانا ضروری تھا۔

اب ۴۳ برس کے واقعات کو آج اپنی آنکھ کے سامنے لاؤ۔ اور دیکھو کہ اس اولوالعزم کے عہد کے آثار و ثمرات کیا ہیں۔؟ یہ عہد کچھ شک نہیں کہ ایک شخص کا عہد تھا جس کو اس وقت معلوم نہ تھا کہ وہ ایک جماعت کا قائم مقام ہے مگر واقعات نے بعد میں بتا دیا کہ یہ عہد ایک شخص کا عہد نہیں بلکہ تمام احمدی جماعت کا عہد ہے۔

اس لئے آؤ ہم اپنے نفوس اور قلوب کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس عہد کے پورا کرنے کی قوت اور جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ حضرت اولوالعزم کا اس وقت یہ اقرار کرنا کہ اگر ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو تو میں اکیلا اس سلسلے کو دنیا میں پھیلاؤں گا۔ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ اس کی روح میں جو امام اور خلیفہ ہونے کی قوت موجود تھی وہ قوت اس سے اقرار کرا رہی تھی ورنہ وہ یہ نہ کہتا کہ خواہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ پس جبکہ ہم نے اس کے واسطے سے اقرار اور عہد کیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس عہد کے پورا کرنے کے لئے ہمارے اوقات ہمارے ذرائع مالی کہاں تک قربان ہو رہے ہیں کہ یہ قربانی کی روح جو ہم میں پیدا نہیں ہوئی اور ہم میں سے ہر ایک اپنا خالص فرض نہیں سمجھ لیتا کہ میں اس سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ بطور خود واحد ذمہ دار ہوں تو یاد رکھو کہ ہم اس عہد (خدا نہ کرے) توڑنے والے ہیں جو حضرت امام کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسد مبارک پر اس وقت کیا گیا تھا جب کہ آپ کا رفع ہو رہا تھا ذمہ داری نازک اور کام محنت طلب ہے اور ہم سے اسی فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے جس کا نمونہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا تھا۔

اگر اسی رنگ کی قوت اور تاثیر لے کر ہم اٹھیں گے تو یقیناً خدا کی تائیدات اور نصرتیں ہمارے شامل حال ہوں گی۔ اور ہم میں سے ایک ایک فرد ایک جماعت کا رنگ پیدا کرے گا۔ لیکن اگر ہم نے سستی کی اور غفلت سے کام لیا۔ تو خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ کیا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے کہ سالار قوم۔ اولوالعزم اور فتح و ظفر کی کلید کا مالک بنایا گیا ہے۔ مگر ہم پر افسوس ہوگا کہ ہم:۔

پہلے آکر پیچھے ہو گئے

خدا نہ کرے ہم وہ ہوں بلکہ السابقون الاولون کی قسم جو وعدہ خدائے بزرگ و برتر نے کئے ہیں ہم کے وارث ہوں پس میرے دوستو! ۲۶ مئی کا دن آیا اور تمہیں اور تمہارے عہد کو یاد دلا کر گذر گیا۔ مگر یہ کس لو منزل دور اور کٹھن ہے اور دشمن خطرناک طور پر تمہارے مقابلے کیلئے اٹھا ہے منزل کے خطرات اور دشمن کے حملے تمہاری ہمت کو پست کرنے کے لئے نہیں بلکہ تمہارے حوصلہ و عزم کو بلند کرنے کے لئے ہیں اسی راستے سے تم ان وعدوں کو پا لوگے جو

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے

قدرت ثانی کا ظہور

پوری قوت اور شان سے بہت جلد کامل ہونیوالا ہے

ایسا نہ ہو کہ

ہماری کمزوریوں اور سستیوں سے اس میں توقف اور تعویق ہو۔

یادِ ایام

(از حضرت قاضی اکمل صاحب)

حضرت قاضی اکمل سلمہٗ اللہ تعالیٰ کا نام میری کسی معرفی کا محتاج نہیں وہ صحافت احمدیہ کے بانیوں میں سے ایک چوٹی کے بزرگ ہیں خود انکا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعجاز شفا کا نشان ہے۔ سلسلہ کے اخبارات بدر۔ ریویو آف ریلیجنز۔ تشحیذ۔ مصباح۔ الفضل ان سب میں انکی قلمی خدمات اور انتظامی قابلیتوں کی دھاک رہی ہے الحکم کے ساتھ تو ان کے بہت پرانے تعلقات ہیں جس میں وہ اولاً احمدی گجراتی کے نام سے نمایاں ہوئے بعض نہایت مفید تالیفات کے ذریعہ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ جیسے دقیق النظر اور نکتہ شناس مبصر سے داد و تحسین حاصل کی وہ ایک عالم ہیں وہ ایک دقیقہ رس شاعر ہیں۔ اور ایک ممتاز علمی خاندان کے فرد ہیں۔

انہوں نے الحکم کے خاص نمبر کے لئے ذیل کا مضمون عنایت فرمایا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا۔۔۔ (خالد عرفانی)

یادِ ایامِ سلف نے ہائے کیا تڑپا دیا
داغِ حسرت آہ میرے سینے میں چمکا دیا

بمصداق تقاضا ہے کہ الحکم کے خاص نمبر کے متعلق اپنا فرض بھی ادا کروں۔ مگر میں سوچتا ہوں کیا لکھوں۔ کیا نہ لکھوں۔ وجہ یہ کہ جب سے دارالامان میں سعادت اقامت حاصل ہوئی یہ فرض منصبی ہی تھا کہ جو کلمات طیبات زبان وحی ترجمان سے سنوں احباب کرام تک جلد کم بکاست پہنچا دوں اب میں زبانی روایت کیونکر کروں جب تک اس لکھے ہوئے کے ساتھ مطابقت نہ دے لوں ورنہ اختلاف کا احتمال ہے جو کبھی اعتراض کا موجب ہو سکتا ہے بہرحال چند تاثرات اور نظارے بلا کسی ترتیب کے پیش کر دیتا ہوں۔

ذرہ نوازی

میں مسجد مبارک کی مغربی دیوار کے ساتھ محراب کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور دیکھا جاتا تھا کہ حضور انور نماز کس طریق پر ادا فرماتے ہیں ان دنوں مجھے فقہی مسائل میں بہت توغل تھا اور حنفی اور اہلحدیث وغیرہ کے اختلافات اور ایک دوسرے کے مخالف روایات سے

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

کا مضمون صادق آ رہا تھا۔ فیصلہ کا بہترین طریق یہی تھا کہ میں بر دیدہا محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) نماز پڑھتے دیکھ لوں حضور نوافل اور سنن اندرون خانہ ہی ادا فرماتے تھے۔ مگر جمعہ کے روز دو رکعت خطبے سے پہلے مسجد میں پڑھتے تھے جمعہ دو مسجدوں میں ہوتا تھا۔ مسجد اقصیٰ میں بامامت حضرت علامہ نور الدین رضی اللہ عنہ اور مسجد مبارک میں بالعموم مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی مرحوم خطیب ہوتے مولانا کا خطبہ ۵۰-۶۰ منٹ طویل ہوتا حضور نہایت سکون کے ساتھ دستار مبارک کے شملہ کا ایک پلڑا ہونٹوں پر رکھے بیٹھے رہتے۔ اور خطیب صاحب خطبہ جتنا بھی لمبا کرتے ہم خوش ہوتے کیونکہ ہم اتنی دیر زیارت سے مشرف رہتے ہاں اس روز تو جمعہ تو نہیں تھا۔ ظہر کا وقت تھا۔ رسالہ "نبی اللہ کا ظہور" کا ذکر ہوا۔ تو فرمایا آپ کا نام محمد ظہور الدین ہے (کیونکہ عام طور سے اکمل کے نام سے مشہور تھا۔ اور بہت کم لوگوں کو میرا نام معلوم تھا) عرض کیا محمد ظہور الدین دادری قریب قریب ہیں۔

(۲) جب میں پہلے پہلے آیا تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی ہمت افزائی سے میں نے اپنی نظم مسجد مبارک میں پڑھنے کا ارشاد عالی حاصل کیا (اب تو مجھے اپنی عبارت اور کم علمی پر تعجب ہی آتا ہے مگر ایک ولولہ شوق تھا ورنہ میں کسی طرح بھی اس قابل نہ تھا کہ اپنے اشعار بھرائی بھرائی ہوئی آواز میں سناؤں) پہلے میں نے ایک رباعی عرض کی رباعی تو یاد نہیں اور عموماً مجھے اپنے اشعار یاد نہیں آتے لیکن اس کا مضمون یاد ہے کہ کوئی حنفی ہے کوئی شافعی مگر میں خوش ہوں کہ

احمدی ہوں بغلامی غلام احمد

حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور نہایت ادب سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اور مجھے بعض وجوہ سے کئی مسائل میں ایک غالی اہل حدیث خیال فرماتے تھے) خدا جانے کیا حکمت تھی۔ فرمانے لگے حنفیوں پر یہاں بھی چوٹ کر دی۔ اتنا کہنا تھا میری آواز بالکل بیٹھ گئی۔ اور مجھے شرم دامن گیر ہوئی حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ۔ اس سے تقویت پا کر میں نے اپنی نظم ختم کی جس کے ایک دو شعر یہ ہیں:۔

جو آگیا چمن میں تیرے اے خلیل وقت
اس نار میں وہی تو چنے گا اماں کے پھول
ذرے جو تیری خاک قدم کے ہیں اے مسیح
وہ اڑ کے جا بنے چمن آسماں کے پھول
جو مٹ گئے ہیں تیری محبت میں اے حبیب
مٹی سے نکلے بن کے وہی لامکاں کے پھول

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بھی تشریف رکھتے تھے۔ کہنے لگے حضور بہت سنگلاخ زمین میں پھول کھلائے ہیں۔

(۳) گجرات میں طاعون پھیلا میرا چھوٹا بھائی اس مرض میں ایسا شدید مبتلا تھا کہ چار روز سخت بیہوش رہا۔ مجھے اطلاع پہنچی تو چونکہ بوجہ مخالفت شماتت اعدا کا خوف تھا اس لئے میں نے دعا کے لئے عرض کی اس وقت جب سیر سے واپس تشریف لا کر سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے ایک دو زلوریش کئے جو میری والدہ صاحبہ نے نذر بھیجے تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ پر بھروسہ رکھیں شفا بخشے گا۔ اس کے بعد باوجود کسی ظاہر معالجہ نہ ہونے کے برابر عزیز کو شفا ہو گئی اور میں نے ایک مضمون لکھا۔ "مردہ جو مسیح نے زندہ کیا"

(۴) میں بدو شباب ہی سے سخت بیمار ہو گیا تھا اور چونکہ ایک گاؤں میں رہتا تھا جہاں کسی کو ٹیریا اور دق میں فرق کرنے کی تمیز نہ تھی اس لئے مختلف عوارض سے پورے دس سال چارپائی پر رہا والد ماجد سنہ ۱۹۰۰ء کا غالباً ذکر ہے میرے لئے حضور کا پس خوردہ لیلہ تبرک لائے ان دنوں حضور باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اس تبرک کے بعد میری بیماری میں بیت افاقہ ہو گیا اور میں نے سنہ ۱۹۰۴ء جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لائے اور مشہور و معروف لیکچر ہوا) حضور کا لیکچر سنا اور وہ تقریر بھی جو چند منٹ حضور نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی تھی میں نے مخدوم الملۃ مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضور کئی دن سے اندر تشریف رکھتے ہیں اور آج کل نفس کا موقعہ ہے سینکڑوں کا شکار اور دیدار کے شوق زیارت میں بے تاب منتظر ہیں اگر چند منٹ کیلئے باہر تشریف لائیں تو کیا اچھا ہو مولانا نے میری گردن پر ہاتھ رکھ کر نصیحت فرمائی کیا خدا کا مامور ان حالات کو خود نہیں جانتا ہمارا کچھ کہنا ایک بے ادبی ہے اور نہایت ترنم سے یہ آیت پڑھی۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم ۔

مولانا کا مسلک عاشقانہ تھا۔

مہمان نوازی

حضور کے مہمان نوازی کے تو اتنے قصے ہیں کہ ہر احمدی جو اس زمانہ میں آتا تھا ان کا زندہ گواہ ہے۔ گرمی کے موسم میں جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم لاہور سے تشریف لائے حضور نماز ظہر سے پہلے آ کر حسب معمول رونق افروز تھے شیخ صاحب مرحوم نے آہستہ سے حافظ حامد علی صاحب مرحوم سے کہا کہ پیاس لگی ہے پانی لاؤ۔ ادھر سے کسی نے اقامت صلوٰۃ کہنا شروع کر دی حضور نے سن لیا۔ فرمایا میں خود لاتا ہوں تھوڑی دیر میں حضور ایک صراحی ایک گلاس اٹھائے تشریف لائے۔ اور خود پانی میں شربت ڈال کر شیخ صاحب کو پلایا۔ اور فرمایا آپ جو برف لائے ہیں اس میں بھی ڈالدی تھی اس کے بعد نماز ہوئی۔

سادگی

(۱) لاہور سے جب احباب تشریف لاتے تو حضور علیہ السلام ملاقات کا موقعہ دیتے ایک دن حضور کی طبیعت بہت علیل تھی فرمایا اندر ہی آجائیں ہم بھی ان کے ساتھ ہی اندر چلے گئے اور لوگ بے تکلف ادہر ادہر چارپائیوں اور صندوقوں پر جہاں کسی کو جگہ ملی بیٹھ گئے۔ حضور کے پاس پلنگ کے برابر ایک میز پڑی تھی جس میں چار پانچ موم بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔ دوات قلم اور کاغذ تھا۔ ایک رضائی تھی جس میں کچھ پیوند بھی تھے۔

(۲) حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ۔ پگڑی اور ایک کھونڈی۔ گویا خذوا زینتکم عند کل مسجد پر پورا عمل تھا۔ جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا غلط العوام گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کر لیتے صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی جب کہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور پھندنی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا۔ کوٹ نہ تھا شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو ابھی چلتی ہے؟ آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کے اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دیکر وقت درست کیا گیا مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا اب جس دن پھر آئینگے چابی دیدینا حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روز بعد چابی دیجاتی ہے۔

(۳) ایک دن اشنائے سیر میں ایک حافظ صاحب کو پیش کیا گیا بہت خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھتے ہیں حضور بغیر دامن پڑے کے وہیں ریت پر بیٹھ گئے اور کسی خادم کو کپڑا بچھانے کا موقعہ نہ دیا حافظ صاحب کو بھی بیٹھنے کا ارشاد فرمایا یہ سب قرآن مجید کی ادب کی وجہ سے تھا اور قرآن مجید سنا بلکہ کئی دن تک رات کے وقت انہی حافظ صاحب سے سنتے رہے

(۴) طاعون کے کیس ارد گرد کے گاؤں میں ہو رہے تھے بلکہ قادیان میں بھی کچھ موتیں ہوگئیں کسی مردہ چوہیا کے اشتباہ پر بورڈنگ والوں کو حکم ہوا کہ باہر کیمپ لگائیں وہاں باغ میں کوئی اور قسم کا اشتباہ ہوا تو کیمپ وہاں سے اٹھا کر آگے لے جایا گیا وہاں ایک لڑکا بیمار ہوگیا۔ گو بیماری کے دنوں میں معمولی بیماری سے بھی اندیشہ ہو جاتا ہے اسی سبز داں والے رستے پر جاتے ہوئے یہ ذکر حضرت مسیح موعود کے حضور بھی آیا فرمایا کسی دوسری جگہ ڈیرہ لگا لو۔ مولوی محمد علی صاحب نے جھنجلا کر بے اختیار کہہ دیا حضور اب کہاں جائیں آسمان پر چڑھ جائیں حضور ہنس پڑے اور فرمایا واپس بورڈنگ میں چلے آئیں چنانچہ سب طلباء وغیرہ واپس بورڈنگ میں آگئے بالکل خیر وعافیت ہوگئی

(۵) مقبرہ بہشتی کی طرف جو رستہ آج کل جاتا ہے یہاں پل نہ تھا اور برسات کے موسم میں یہاں جہاں آج کل پل ہے۔ پانی بہ کر کچھ پانی کھڑا بھی رہتا ایک دفعہ حضور اسی رستے سے ایک نئے پاپوش کے ساتھ پانی میں سے گذر گئے اور خیال تک نہ فرمایا ایک خادم کے عرض کرنے پر پاؤں کی طرف دیکھا اور اچھا فرما کر مسکرا دیئے۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کا جنازہ جب دفن کرکے آئے تو مستری حسن دین صاحب سیالکوٹی نے پکوال کینچوں سے پل بنا دیا تھا اس پر سے گزرتے تو بھی دریافت نہ فرمایا کہ یہ کیا ہے مگر میں ذکر کرنے پر ہو کر دیکھا اور مستری صاحب پر اظہار خوشنودی فرمایا کہ لوگوں کو ایک زحمت سے بچالیا۔

سیر

جن دنوں کا میں ذکر کر رہا ہوں ان دنوں حضور مشرق کی جانب جہاں آج کل دارالانوار کے مکانات ہیں سیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے سیر کیا اچھا خاصا مارچ ہوتا ہے۔ ۷ بجے کا وقت دو تین بار حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو بھی سیر کے لئے ساتھ لے جایا گیا مولانا موصوف پیچھے رہ گئے حضور علم ہونے پر ٹھہر گئے اور اپنا رخ مبارک اسی طرف کرکے جدھر سے حضرت مولوی صاحب آ رہے تھے چل پڑے اور ساتھ ملا کر پھر آگے چلے مولانا موصوف پھر پیچھے رہ گئے ان دنوں اس طرف توجہ تھی کہ نواب محمد علی خاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کو سیر زبردستی کرانا چاہئے کیونکہ یہ لوگ چلتے پھرتے نہیں اور ان کی صحت خراب ہو رہی ہے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی البتہ اپنا عصا لئے کمر باندھے پہلے ہی چوک میں تیار رہتے تھے۔

(ب) ایک بار حضور جانب شمال اس رستے پر تشریف لے گئے جو شہر کی طرف جاتا ہے سردی کا موسم تھا ہلکی ہلکی بوندیاں بھی پڑ رہی تھیں حضرت مفتی صاحب کے پاس ایک چھتری تھی۔ مگر حضور نے اشارہ سے منع فرمایا پرانے بازار کے رستے گئے جب باہر نکلے تو سخت

سرد ہوا لگتی تھی۔ حضرت مولانا نورالدین ؓ نے اپنا گرم دوشالہ پیش کیا مگر حضور نے نہیں لیا۔

مولانا حضور کے دائیں جانب دونوں ہاتھوں سے گرم جادر پھیلائے ہوا کو روکنے کی کوشش میں مصروف رہے۔ یہ بوجہ غلبہ محبت تھا۔

(ج) صرف ایک بار حضور کے ساتھ مقبرہ بہشتی کی جانب کاہلواں کے رستے پر سیر کے لئے جانے کا شرف حاصل ہوا اس روز الوداع الحق کا ذکر تھا چونکہ اطلاع بعد میں اور اتفاقیہ طور پر ہوئی۔ اس لئے نہ میرے پاس کاغذ تھا اور نہ حضرت مفتی صاحب کے پاس نوٹ بک کچھ پتے موجود تھے اور ایک ٹھیکرا مفتی صاحب نے جھٹ اٹھا لیا اور اسی پر لکھنا شروع کر دیا خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے پیچھے رہ رہ جاتے تھے بوجہ موٹاپے اور چلنے پھرنے کی عادت نہ ہونے کے ایک تجویز کے مطابق آپ کو حضور سے آگے کر دیا گیا تاکہ مجبوراً چلنا پڑے خواجہ صاحب بار بار پیچھے دیکھتے تھے ان کو عاجزانہ انداز اب تک آنکھوں کے سامنے ہے جب واپس ہوئے تو پسینہ پسینہ تھے اور دیر تک دفتر بدر میں بے حس و حرکت پڑے رہے

(د) ہائی اسکول کی جانب کئی بار جانے کا اتفاق ہوا حضور تو ایک پگڈنڈی پر ہو لیتے مگر مشتاقان جمال برابر چلنے کے لئے تاکہ چہرہ مبارک پر نظر پڑتی رہی اور باتیں بھی سنی جا سکیں ساتھ ساتھ چلتے۔ جھاڑی کی بوٹیاں الجھ الجھ جاتیں جن سے بار بار پاؤں اور پنڈلیوں پر خراشیں آتیں حضور کچھ تیز چلتے معلوم نہ ہوتے تھے مگر ہمراہیوں کو دوڑنا پڑتا تھا آج تو یہ علاقہ تختہ چمن بنا ہوا ہے اور آبادی و مکانات کی کثرت سے نوجوانوں کو خیال بھی نہیں گذرتا ہوگا کہ یہاں ایک ریتیلا ویران میدان تھا اور بورڈنگ والے اس کنوئیں پر جہاں اب گھما گھمی کا یہ عالم ہے کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہے اکیلے جانے پر شرطیں بدی جاتیں تھیں اور کسی لڑکے کو جانے کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔

یہ سب حضور کے دم قدم کی برکت ہے کہ جہاں بھی اور جس طرف بھی قدم مبارک پڑے اب آبادی ہی آبادی ہے کیا مشرق کیا شمال لوگ خضر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں حالانکہ خضر زمن کئی سال ان میں رہا اور وہ غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے رہے اور پہچان نہ سکے میں نے

بار ہا ریتیلے میدان میں (جہاں آجکل بائیسکل پر بائیسکل اور موٹر پر موٹر گذرتی ہے اور پیدل چلنے والوں کا تو کچھ شمار ہی نہیں) جبیسوں دو کانیں لگ رہی ہیں بڑ کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کے ذروں کو اٹھا کر آنکھوں سے لگالو دو کیونکہ ان میں عرفان کا جلوہ نظر آیا ہے۔ اور بعد میں نے بھی کیا گیا ان حالات تجھے اور میرے جیسے ہزاروں کو یہ بات ہوا یہ تو اٹھائیس تیس باتیں ہیں۔ اکیس سال پیشتر اس ریتیلے میدان میں سکول کی عمارت کی پر کھڑے ہو کر ایک نظم کہی تھی جس کے چار پانچ اشعار یہ ہیں:۔

دلچسپیوں کا مرکز دار العلوم ہوگا ✽ جنت النعیم ملک
ہم ہوں گے یا نہ ہوں گے لیکن یقین جانو ✽ دار الامان ہوگا رشک ارم
دیکھیں گے جب اٹھیں گے تیار کئے ہم نے ✽ اور سامنے ہمارے رومار ہم ہوگا
رازی ہے کچھ جوان ہیں کچھ ان تیمیہ سے ایک ✽ جن کر ہاتھ قیع رسوم ہوگا
پھیلے گا نور دین کا عرفان کا یقین کا ✽ محمود ابن مہدی بدر نجوم ہوگا

(قبل از خلافت ثانیہ)

جو منظر آج دنیا دیکھ رہی ہے اس وقت ہر آنکھ نہیں دیکھ سکتی تھی البتہ ایمان و عرفان کی بصارت سے سب کچھ ممکن تھا آج وہ رازی اور ابن تیمیہ ہیں کام کرتے نظر آ رہے ہیں اور مسیحائے وقت کے انفاس قدسیہ سے دین کا نور پھیلتا جا رہا ہے آسمان شہرت پر نجوم الہدیٰ کا جمگھٹا ہے اور بدر النجوم کی ضیا پاشی نور ریز زمین کے کناروں تک پہنچ کر دلوں کو روشن کر رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اصلاح و تزکیۂ نفس

مسجد مبارک میں حضور تشریف فرما تھے۔ کچھ روپوں کا ذکر چل پڑا اثنائے گفتگو میں حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا کہ یہ دوائی فلاں مرض کے لئے مجرب علاج ہے۔ ایک جیسی مجرب تھا حضور نے فرمایا مولوی صاحب ہمارا مذہب تو یہ ہے اذا مرضت فھو یشفین شفا اللہ کے اختیار میں ہے۔ ورنہ یہ حکیمی علاج فرماتے ہیں کہ کئی اطباء کو اسی مرض میں مرتے دیکھا ہے جس ان کو خاص دعوےٰ ہو۔

(ب) الحمد للہ کہ مجھے مسجد مبارک میں کھڑے کسی رئیس کا ذکر آیا کہ وہ سلسلہ کی طرف متوجہ یا ہو چکے ہیں کسی نے عرض کیا حضور ان کو ایک مکتوب لکھدیں حضرت مولانا نورالدین صاحب نے بھی یہ خواہش ظاہر کی کہ حضور اپنے دست مبارک سے لکھیں بڑی شخصیت ہے آپ نے فرمایا مولوی صاحب خدا کے ماموروں کی نظر میں یہ دنیا دار ایک مرے ہوئے کیڑے سی رہو کر وقعت نہیں رکھتے۔

(ج) جو ترقیات ہم آجکل دیکھ رہے ہیں ان میں سے کئی ایسی ہیں جو آج سے بہت پہلے ہمارے کرم شیخ عرفانی صاحب تجویز کرکے تحریک فرما چکے ہیں۔ از انجملہ یہ کہ قادیان میں نیو ٹیپ لگیں ہے پہلے پہلے اس تجویز کا ذکر حضور کے دربار میں ہوا تو پسند نہیں فرمایا کیونکہ مخالفت کا زور تھا اور آبادی زیادہ تر کچی مکانات بننے والے تھے۔ یہ کمیٹیاں جو دیہاتی زندگی کو شہری کی زندگی میں تبدیل کرتی ہیں بعض اوقات تعمیر جدید سے مانع ہو جاتی ہیں لیکن ایک صاحب نے کہا اس طرح ہندو اور دوسرے مخالفین غلبہ پاکر سد راہ ہو جائیں گے تو فرمایا حضرت مولانا موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے کہ یہ لوگ کب تک حکومت کریں گے اور حتیٰ کہ سد راہ ہوں گے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ

میں نے عمداً حضرت مولانا کا ذکر کیا تا ظاہر ہو کہ حضور کا مرتبہ تقویٰ کس قدر بلند تھا اور بڑے بڑے پایہ کے نفوس کو حضور کے فیض سے

وہ چہرہ منور کچھ اور دیکھ لیتے

از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

وہ چہرہ منور کچھ اور دیکھ لیتے ✽ وہ دلستان و دلبر کچھ اور دیکھ لیتے
ہو اصل جس کی ثابت اور فرع آسمان پر ✽ اس نخل کا گل تر کچھ اور دیکھ لیتے
کیا کاٹ تھی غضب کی دشمن کی صف اڑا دی ✽ تیغ نبی کے جوہر کچھ اور دیکھ لیتے
وہ ظہر و عصر آکر، کچھ دیر بیٹھ جانا ✽ وہ جلوہ مکرر کچھ اور دیکھ لیتے
ہر روز تھا میسر۔ دیدار روئے انور ✽ یہ خوبی مقدر کچھ اور دیکھ لیتے
خوشبو پہنچتی جس کی میرے مشام جاں تک ✽ وہ گیسوئے معنبر کچھ اور دیکھ لیتے
وہ حسن مجتبائی، وہ خلق مجتبائی ✽ وہ شان رب اکبر کچھ اور دیکھ لیتے
وہ لطف و مہربانی وہ انکی قدردانی ✽ تسکین قلب مضطر کچھ اور دیکھ لیتے

جس نے پلائے اکمل بھر بھر کے جام وحدت
وہ معرفت کا کوثر کچھ اور دیکھ لیتے

حاجت پھیلانا خرگدائی کے بالکل خلاف ہے۔

ایک جیسا کہ دوسرا اور دوسرا جیسا کہ تیسرا خدا بنانا اور ان سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط راہ ہے بلکہ چاہئے ایک کو پکڑو اور اسی سے اپنی ساری حاجتیں چاہو اور وہ سب کا حاجت روا ہے۔ شرط صبر اور استقلال اور ایمان ہے

(اتنا حصہ سن کر انہوں نے عرض کی بات تو سچی ہے مگر حضرت اقدس کی نشا کو پا کر حضرت اقدس چاہتے ہیں کہ چلی جائیں پھر نرمی سے عرض کی کہ ہم دور سے آئے ہیں۔ اور پنکھا ہلانے کی خواہش ہے اور صرف درشن اور باتیں سننے کو آئی ہیں اب فرمایئے کہ پرمیشر سے پرارتھنا کیسے کیا کریں)

فرمایا

پرارتھنا بے شک اپنی زبان میں کر لیا کرو۔ کہ اے سچے اور واحد خدا اے کہ تو ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے اور سب کے حالات سے واقف ہے تجھ سے کوئی پوشیدہ نہیں۔ اور ہر ذرہ تیرے تصرف میں ہے تو جو چاہے سو کر سکتا ہے تو ہمیں گناہ اور شرک کی گندگی سے نکال کر سیدھا راستہ بتا ایسا ہو کہ ہم تیری مرضی کے موافق ہو جائیں بدیوں سے ہمیں بچا بدیاں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہم سے دور ہو جائیں ان کا تو آپ ہی علاج فرما ان کا دور کرنا ہماری طاقت سے دور ہے اور ایسا ہو کہ ہم تیری رضا کی راہوں پر چل کر ہمیشہ کی نجات اور سکھ کی وارث ہو جاویں اور کوئی دکھ ہمارے نزدیک نہ آئے پہلے بد کرموں کے پھل سے بچا اور آئندہ نیک کرموں کی توفیق عطا فرما۔

اس طرح خدا سے سچے دل اور نیک نیتی سے خرگدا کی طرح کی بن کر اسی سے۔ اور سے دعا کیا کرو اور سب دیوی دیوتے ترک کر دو۔ آخر اس طرح کی سچی تڑپ اور دعا سے ایسا دن آ جاوے گا کہ دلوں کے سب گند دھو دیئے جاویں گے۔ اور شانتی اور سکھ کی زندگی شروع ہو جاوے گی نقطہ

فرمایا

ان عورتوں کی حالت سے دیکھا تھا کہ شریف اور مخلص عورتیں تھیں لاہور جیسے شہر میں ایسی شریف اور نیک عورتوں کا وجود غنیمت ہے نقطہ

(۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری مکتوب

مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

اخبار عام کے لئے یہ ہمیشہ فخر رہے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری وقت تک اس کے خریدار تھے اور یہ عزت و شرف بھی اس کے حصہ میں آیا کہ آپ کا آخری مکتوب اسی روز شائع ہوتا ہے جبکہ حضور علیہ السلام اپنے مرض کی طرف مرفوع ہو چکے تھے۔ اس خط کی تحریر اور اشاعت کا باعث یہ ہوا کہ۔

۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسہ دعوت پر جو تقریر حضرت اقدس نے فرمائی تھی۔ اس تقریر کی بنا پر یہ غلط خبر بذریعہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپ نے اس جلسہ عوت میں دعوائے نبوت سے انکار کیا تو اس روز حضور نے ایڈیٹر اخبار مذکور کو یہ ایک خط لکھا جس میں اس غلط خبر کی تردید کی جناب حضرت اقدس کا یہ خط یہ ہے۔

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام۔ پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوے کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا کی ہمکلامی سے مشرف ہوں وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے میں اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے ذریعہ بکثرت علم غیب عطا کیا ہے اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے میں خود ستائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف اور ایک طرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ فتح دے گا پس اسی بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں بہت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہے اور باوجود کمی کے مشتبہ اور کدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے ان معنوں سے میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کی بارہ بے لیک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامن گیر ہے وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے سے مسلمان ہوں گے یا کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہ رہیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

الراقم خاکسار

المفتقر الی اللہ الاحد

غلام احمد عفی عنہ

۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم

اے کعبہ امام ۔ اے قبلہ مقصود م — اے مرشد و مولائیم اے مہدی موعود م
قربان نگاہ تو با راہبر موعود م — ہر سو تیری آمد پر دنیا میں منادی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

تقدیس کی خوشبو سے شاداب فضاؤں میں — تسبیح کے نغموں میں معمور ہواؤں میں
آ تیری سنتے ہی اک چھوٹے گاؤں میں — یہ خبر فرشتوں نے دنیا میں اڑا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

سب ملتے ہیں آ آ کر کہتے ہیں وہاں تجھ کو — مل سکتے ہیں ہم بھی اے جان جہاں تجھ کو
دیکھا نہ کہیں تجھ کو ڈھونڈا نہ کہاں تجھ کو — دنیا کے کناروں پر جا جا کے صدا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

اے جان عزیز من اعجاز کیا تو نے — برسوں کے مریضوں کو اک پل میں شفا تو نے
کی فطرت مردہ کو بجلی سی عطا تو نے — آتے ہی زمانہ میں ایک دھوم مچا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

تبدیل کیا تو نے پھر رنگ نیاز اپنا — معمور کیا اکرام امید سے ساز اپنا
مایوسوں نے بھی اب تو دامن کیا باز اپنا — بھولے ہوئے وعدوں کی پھر یاد دلا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

ہکو جو نوازا ہے اے جان جہاں تو نے — برگشتہ نصیبوں کو دی ہے جو اماں تو نے
گردوں کا بنایا ہے ہم پست و عنا تو نے — سینوں میں رقیبوں کے اک آگ لگا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

تسنیم کی بگڑی بھی مولا مرے بن جائے — اس قلب فسردہ کی امید بھی بر آئے
گاتا پھرے دنیا میں پھرتا ہوا یہ گائے — لو گو میری بگڑی بھی مولا نے بنا دی ہے

پنجاب کے دامن میں عرفان کی وادی ہے

عزیز مکرم خالد عرفانی مدیر الحکم نے خاص نمبر کے لئے خاص مضمون کی تحریک کی میں ۲۰ رجب سے بیمار ہوں اور خاص نمبر جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی تقریب پر شایع ہو رہا ہے اس میں کچھ لکھنا میں ذریعہ نجات سمجھتا ہوں اس وقت عزیز مکرم محمود احمد عرفانی مرحوم کی تحریک پر بحالت بیماری جو مضمون لکھا تھا اسے ہی درج کر دیتا ہوں۔ واللہ المونن (عرفانی کبیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم کو کس مقام پر پہنچانا چاہتے تھے

(حضرت عرفانی الکبیر کے قلم سے الحکم کے خاص نمبر کیلئے)

آنکہ گشت کوچۂ جاناں مقامِ شاں ثبت است بر جریدۂ عالم دوام

میں نے اپنی پیرانہ سالی اور آئے دن کی بیماریوں کے حملوں اور دوسرے مشاغل کی وجہ سے اتنا سست اور کمزور ہو گیا ہوں کہ بعض اوقات خطوط کا جواب دینے میں بھی تساہل کرتا ہوں لیکن الحکم کے نقطے کے لئے اگر میں کوئی خدمت کر سکوں۔ تو میرے لئے موجب راحت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بجائے خود ایک طاقت ہے جو مردہ دلوں میں ہمت اور عزم بلند کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے میں اس موضوع پر ایک مختصر سا مقالہ عزیز کی حوصلہ افزائی اور اپنی سعادت کے لئے لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ

تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔

اس لئے کہ یقین کامل ہی ایک ایسی قوت ہے۔ جو انسان میں گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک لذیذ اور قوی ایمان پیدا نہ ہو۔ انسان کو گناہ سے نفرت اور معرفت الٰہی میں ترقی کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشارتیں دی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی بعثت کے وقت ایمان ثریا پر جا چکا ہوگا۔ آپ اسے وہاں سے لائیں گے اور نئے سرے ایمانی قوت پیدا کریں گے۔ ایسا ایمان جو

گناہ کی زہر کے لئے تریاق ہو

جو الفاظ اور چند رسوم کا مجموعہ نہ ہوگا بلکہ زندہ خدا کی تائیدی شہادتیں اس کو موثر بنا رہی ہوں گی۔ پس جو مقصد آپ کی بعثت کا ہے۔ وہی وہ مقام ہے۔ جہاں آپ ہم کو اور دنیا کو پہنچانا چاہتے تھے یقین کامل کے پیدا ہو جانے کے بعد انسان کا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جاتا ہے اور وہ تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز ہو کر ہر قسم کے رذائل کے خس و خاشاک کو جلا دیتا ہے۔

(۲)

اس مقام کے حاصل کرنے کے بعد

خدا کے لئے ہیں ہیں۔ تو میں جہنم کے قریب ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بصیرت اور معرفت کو اپنے عمل۔ اپنی تعلیم اور خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کے ذریعہ اپنے خدام میں پیدا کیا۔ آپ نے موت اور زندگی کا ایک نیا فلسفہ جو حقیقی فلسفہ حیات ہے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا کہ

دیکھو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ

اغراض میں رکھتے ہو۔ تو تمہاری عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو (الوصیت)

یہی وہ روح ہے۔ جو آپ نے شرائط بیعت میں رکھی ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ حضرت مسیح موعود مخلص فی الدین بنانا چاہتے تھے۔ اور اسی مقام کی طرف تمام عمر آپ نے دعوت دی۔ اور جماعت کے سامنے وہ عظیم الشان نصب العین رکھا جو اپنی عظمت اور شان کے لحاظ سے بے نظیر اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے انسانی مقصد خلق کو لئے ہوئے ہے جس کو پیش نظر رکھ کر انسان دنیا میں امن و سلامتی کا مشعل بردار ہو جاتا ہے۔

اور انسانی وحدت اور محبت و اخوت کا عملی محرک بنتا ہے۔ آپ نے نہایت واضح الفاظ میں الوصیت میں فرمایا کہ

"اگر تم اپنے نفس میں درحقیقت مر جاؤ گے۔ تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی۔ جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور شہر بابرکت ہوگا۔ جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے۔ اور تعلق کو نہیں توڑو گے۔ بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ تم خدا کی ایک خاص قوم بنائے جاؤ گے۔" (الوصیت)

(۴)

غور کرو اگر انسان میں یہ روح پیدا ہو جائے۔ وہ خدا کا ہو جاوے۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت کی سعادت اسے حاصل ہو جاوے۔ پھر دنیا میں کون ہے۔ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی بہتر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے مخلص خدام کی جماعت جو خدا تعالیٰ کی وحی میں حزب اللہ کہلاتی ہے۔ ہر قسم کی مخالفتوں اور مصائب کے طوفان میں منصور و مظفر ہوتی ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنے مقام سے ہٹا نہیں سکتی ہے۔ لیکن اسی مقام کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ سالک ان تمام تزلزل اور فتن میں ثابت قدم رہے۔ جو شخص اس کے اصطفا اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تحریک چندہ برائے تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ قادیان

بہشتی مقبرہ قادیان کی پختہ چار دیواری کی تعمیر کے لئے ابتدائی انتظامات زیر تیاری ہیں اور عنقریب اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری کے ساتھ اس بابرکت تحریک میں جملہ جماعتہائے احمدیہ کو شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی، چنانچہ نظارت ہذا کی تحریک پر جماعت ہائے ہندوستان کے علاوہ اس میں پاکستان اور دیگر بیرونی ممالک کی متعدد جماعتوں نے حصہ لیا ہے مگر موصول شدہ وعدوں اور نقد ادائیگیوں کی فہرست کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جماعتوں کا ایک کافی حصہ ایسا ہے جن کی طرف سے وعدوں اور وصولیوں کی کوئی اطلاع نظارت ہذا میں موصول نہیں ہوئی۔

موجودہ مرکز قادیان کی اس اہم تاریخی تحریک کے مدنظر دنیا کا کوئی احمدی فرد اس تحریک میں شامل ہونے کے ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہئے لہذا اس یاد دہانی کے ذریعہ سے جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدہ داران کو بالعموم اور سکرٹریان مال کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد کو اس تحریک سے پوری طرح آگاہ کریں اور نہ صرف جلد از جلد وعدوں کی تکمیل کر کے نظارت میں اطلاع بھجوا دیں بلکہ ہر ممکن کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ نقد وصول ہو جائے۔ تا کمی فنڈ کی وجہ سے بغیر چار دیواری کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

جماعت احمدیہ خانیوال کا ایک اہم اجلاس

۲۵/۵/۵۱ آج بعد از نماز جمعہ جماعت احمدیہ خانیوال کا جلسہ منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور ہوا:-

۱- یہ کہ سمندری ضلع لائلپور میں جو جماعت احمدیہ کی مسجد احرار نے جلائی ہے اور احمدیوں کو زخمی کیا اور واٹر پمپ اکھاڑ کر لے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس بدترین فعل کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ پاکستان سے استدعا کرتی ہے کہ ایسے سفاکانہ افعال کے لئے احراریوں کو مزید مہلت دینا امن عامہ کے لئے نہایت مضر ہے۔

۲- جماعت احمدیہ خانیوال اُن افسران ضلع لائلپور کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے موقعہ پر پہنچ کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بڑھنے سے روکا۔

۳- تجویز ہوا کہ اس کی ایک کاپی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک کاپی ہز ایکسی لنسی گورنر جنرل پاکستان، ایک کاپی ہز ایکسی لنسی وزیر اعظم پاکستان ایک کاپی عزت مآب گورنر پنجاب، ایک کاپی عزت مآب وزیر اعظم پنجاب اور ایک ایک کاپی روزنامہ الفضل لاہور المصلح اور الحکم کراچی کو روانہ کی جائے۔

احمد دین سکرٹری

یوں تو ساری عمر ان امور کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ لیکن الوصیت اور اپنی آخری تصانیف میں خصوصیت سے آپ نے فتن اور حوادث کے متعلق بار بار جماعت کو متوجہ کیا۔ اور ایسے وقتوں میں اہمیت ثابت قدم رہنے اور نور یقین سے لبریز رہنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے ہم کو یہ سکھا دیا۔ کہ ہم اپنے اندر پاکیزگی کی صحیح روح پیدا کریں۔ اور ہر قسم کی گندگی اور پلیدی سے اپنے جسم اور روح کو بچائے رکھیں۔ ہمارے خیالات میں پاکیزگی ہو۔ اقوال میں پاکیزگی ہو۔ اعمال میں پاکیزگی ہو۔ اس کے لئے بھی آپ نے ہی فرمایا۔ کہ یہ روشنی بھی یقین کے ساتھ ہی ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک مقام پر لکھا ہے۔

"گناہوں سے بچنے کے لئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہیئے۔ جو یقین کی کرار فوجوں کے ساتھ نازل ہوتا۔ اور ہمت بخشتا اور قوت بخشتا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا۔ اور خدا کی ہمسائیگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔" (کتاب البریۃ)

(۵)

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ

"ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں وہ من کان فی هذہ اعمی کا مصداق ہے مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے۔ کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے، وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین

میں نہیں چاہتا۔ کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں۔ کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ اور بالکل نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے۔ اور ایسی تبدیلی کرے۔ کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے۔ کہ میں اور ہو گیا ہوں اسے فائدہ نہیں ہو سکتا۔"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

اس قسم کے نکتے اس حضرت کے ... آپ کی تصنیفات آپ کے مکتوبات میں اسی کثرت سے ہیں۔ کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاوے۔ تو وہ ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ آپ نے ہمیشہ جماعت کو پاکیزگی اور معرفت الٰہی کے اس بلند مینار کی طرف دعوت دی۔ جو نہ صرف اپنی رفعت شان کے لحاظ سے ممتاز ہوتا ہے۔ بلکہ وہ تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاتا اور رستہ بھولے ہوئے انسانوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہو جاتا ہے پس میرے عزیز بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ ہمارے سامنے موت و حیات کے اس حقیقی فلسفہ کو رکھا جس کو سمجھنے کے بغیر انسان جو عرف عام میں چلتا پھرتا اور جیتا جاگتا ہو۔ وہ بھی مردہ ہوتا ہے۔

اور جس حقیقت کو پا لینے کے بعد انسان موت کے مقام سے اوپر چلا جاتا ہے۔ بظاہر اگر وہ طبعی موت کا شکار بھی ہو جائے تب بھی زندگی کا فاتح کہلاتا ہے۔ اور حقیقی زندگی اس کی ہی ہوتی ہے۔ بقائے دوام کا تاج اس کے سر پر ہوتا ہے۔ ساری کائنات اس کے لئے مسخر کر دی جاتی ہے۔ اور اسے حقیقی نعمت اور عزت کا وارث بنا دیا جاتا ہے۔ پس ضرورت ہے۔ کہ ہم سب سے اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کو سمجھیں۔ اور پھر آپ کی پاک سیرت کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور ہماری زندگی کا عملی ضابطہ اپنے لئے اعمال کی روشنی میں ترتیب دیا جاوے۔ الفاظ اور اقوال سے گذر کر ہم اعمال کی دنیا میں داخل ہو جائیں۔ ہماری ساری قوتیں اور ساری طاقتیں ہمارے تمام وسائل اور ساری کوششیں اسی مقصد وحید کے حاصل کرنے کے لئے صرف ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہماری روح اس طرح بہہ کر گرے۔ جیسے آبشار سے پانی گرتا ہے۔ پھر جس وہ گرتا ہوا پانی ایک قوت اور بجلی کی رو پیدا کر دیتا ہے۔ یقیناً ہمارے اندر وہ قوت اور طاقت پیدا ہو جائے گی۔ جو ہر ایک قسم کے رذائل کے خس و خاشاک کو بہا لیجائیگی اور ایک صفا نور معرفت اور یقین کا ہم میں پیدا ہوگا۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ ہماری ساری توجہات کا مرکز اور محور وہ وجود ہو جس کو خدا تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کے لئے آپ برگزیدہ فرمایا ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی برکات اور فیوض سے بہرہ اندوز فرمائے۔ آمین:

المقالات فی الکلمات

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے چند ایسے کلمات جمع کئے جاتے ہیں۔ جو اگرچہ کلمات ہیں۔ مگر وہ حقائق و معارف اور سیرت طیبہ کے اس قدر وسیع ابواب اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کہ ان پر کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ "ایڈیٹر"

۱۔ فرمایا: "اگر انسانوں میں تقویٰ ہوتا۔ تو پرندوں کی طرح بھوکے نکلتے۔ اور پیٹ بھر کر واپس آتے۔" (سیرت کریمی)

۲۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو! اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ (تبلیغ رسالت)

۳۔ نجات کے طلبگار کو خدا کی راہ میں نفس کے شتر بے مہار کو مجاہدات سے ایسا دبلا کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گذر جائے۔ (الحکم ۳)

۴۔ ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا ہے۔ اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ (کشتی نوح)

۵۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ اگر دس دن بھی نماز سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے۔ (الحکم ۳)

۶۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ (اربعین ۴)

۷۔ حقیقی زندگی وصال الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ (چشمہ مسیحی)

۸۔ دنیا خدا کے نزدیک مردار کی طرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے۔ (تبلیغ رسالت ششم)

۹۔ خدا برحق ہے۔ لیکن اس کا چہرہ دیکھنے کا آئینہ وہ موحد ہیں جن پر اس کے عشق کی بارشیں ہوئیں۔ (براہین احمدیہ پنجم)

۱۰۔ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔ (براہین پنجم)

۱۱۔ وہ ایمان جو بدظنی اور توہمات سے کثیف ہوا ہے۔ کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ (الحکم ۱)

۱۲۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا۔ جو صدق و وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ (انجام آتھم)

۱۳۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ وہ اپنی ہی پرستش کرتا ہے۔ (سیرت کریمی)

حضرت مسیح موعود کا خطاب اپنوں سے

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور خارزار بادیہ در پیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔

پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کا سلام لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔ ۵

اکنوں ہزار عذر بیارے گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

شمائل و اخلاق کی ایک شان

احباب کرام کو غالباً معلوم ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات "حیات احمد" کے نام سے لکھ رہا ہوں۔ جس کی دوسری جلد کے دو نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ اور تیسرا زیر طبع ہے۔ اور آپ کی سیرۃ "سیرت مسیح موعود" کے نام سے تین حصوں میں اب تک شائع ہو چکی ہے۔ الحکم کے ان کالموں میں آپ کی زندگی کے بعض واقعات روایات کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جن پر میں نے کہیں کہیں اپنے ذوق اور نقطۂ خیال سے نوٹ دیکر حضور کی سیرۃ کے بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ آج میں حضور کی سیرۃ کے اوراق میں سے شمائل و اخلاق کی ایک شان کو پیش کرتا ہوں۔ یہ دراصل اسی کتاب کے اوراق ہیں جو سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوتھے حصے کی شکل میں عنقریب پریس میں جانے والی ہے۔ اس سے قارئین کرام کو اس کے مطالب کا بھی کسی حد تک اندازہ ہو جائے گا۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ان رسالوں کی بکثرت اشاعت کریں۔ خود پڑھیں اور اپنے گھروں میں سنائیں اور غیروں میں تبلیغ کے لئے تقسیم کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود فی ذاتہٖ اپنی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے اور جس قدر آپ کے اخلاق و شمائل پر انسان غور کرتا ہے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ عظیم الشان انسان ہے۔ پس دوست اس کی طرف توجہ کریں (عرفانی)

شجاعت و استقامت

اخلاق فاضلہ میں سے شجاعت و استقامت بھی دو بڑے خلق ہیں۔ اور ان دونوں میں باہم ایک غیر منفک رشتہ ہے۔ کمال شجاعت یہی ہے کہ اس کے ساتھ استقامت بھی ہو۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ کسی وقتی جوش کے ماتحت یا اضطراری حالت پیدا ہو جانے پر ایک کمزور سے کمزور اور بزدل انسان بھی دلیر ہو جاتا ہے لیکن اگر اس قوت و شجاعت کے ساتھ استقامت نہ ہو تو وہ ایک فوری ظہور اسی وقت شجاعت کا ہوگا۔ اور وہ اخلاق فاضلہ کے سلسلہ میں نہیں آ سکے گی۔

علاوہ ازیں ایک شخص میدان جنگ میں ممکن ہے جوہر شجاعت کی داد دے سکتا ہو لیکن گھر کے معمولی معاملات اور ابتلاؤں میں وہ ایسا بودا ہو کہ اس کا سکون خاطر معمولی سی تحریک سے برباد ہو جاتا ہے اس لئے جب تک ہم کسی شخص کی سیرۃ میں ان دونوں قوتوں کا پورا ظہور نہ دیکھ لیں یہ کہنا مشکل ہوگا کہ وہ شجاعت کے جوہر سے آراستہ ہے اور یہ تو میں فلسفہ اخلاق کی بحث ہی میں بیان کر آیا ہوں کہ کوئی خلق خلق ہو ہی نہیں سکتا جب تک موقع اور محل پر اس کا صدور نہ ہو۔ اور اس شخص میں وہ قوتیں بھی ہوں جو اس خلق کے کمال کے لئے ضروری ہیں۔

حضرت مسیح موعود میں ان اخلاق کا ظہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اخلاق فاضلہ کے حسن سے مزین کر کے بھیجا تھا۔ اسی لئے کہ آپ اس زمانہ میں احیاء اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے اسوہ کو ظاہر کرنے کے لئے آئے۔ آپ کی زندگی میں شجاعت و استقامت کے ظہور کے بہت سے مواقع آئے اور کسی ایک موقع پر بھی آپ سے کوئی ایسا فعل یا حرکت سرزد نہیں ہوئی جو شان استقامت یا جوہر شجاعت کے خلاف ہوئی۔

شجاعت کے بھی مختلف ظہور ہوتے ہیں۔ کہیں یہ صبر کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہے اور کہیں ضبط نفس کی صورت میں۔ میں حضرت کی شجاعت و استقامت کو مختلف واقعات کی روشنی میں پیش کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

آپکا اپنا بیان قوت قلب و استقامت پر

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو قوت قلب اور استقامت حاصل تھی آپ خود اس کو محسوس کرتے اور اپنی سچائی کی ایک زبردست دلیل سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"جو لوگ ہمارے مخالف ہو کر ہم کو گالیاں دیتے ہیں اور دجال اور کافر کہتے ہیں۔ ہم اس کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کو نور فطرت اور قوت فیصلہ عطا کی ہے۔ پاخانہ جو آدمی کے اندر سے نکلتا ہے اس کی بدبو وہ خود بھی محسوس کرتا ہے پس جبکہ یہ مانی ہوئی بات ہے اور پکا قاعدہ ہے پھر جھوٹ جو اس پاخانہ سے بھی بڑھ کر بدبو رکھتا ہے۔ کیا اس کی بدبو جھوٹ بولنے والے کو نہیں آتی؟ ضرور آتی ہے۔ پھر میں سمجھ نہیں سکتا کہ ایک مفتری علی اللہ میں قوت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعوے کو پیش کرے جو ہمیشہ صادق کا خاصہ ہے کیونکہ ان کی پیش وقت کیونکر جا سکتی ہے؟ اور

وہ میرا انکار کیا کر سکتے ہیں

اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اس نے ہی مجھے مامور نہ کیا ہوتا تو تم ہی بتلاؤ کہ اس قدر گالیاں اور اس قدر شور و شر اور مخالفت یہاں تک کہ قتل کے فتوے قتل عمد کے مقدمے جو میرے خلاف بنائے گئے ان بلاؤں اور مصیبتوں کو اپنے اوپر لینے کی کس کو ضرورت ہوتی ہے؟ کبھی کوئی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس قسم کے گندے بھرے ہوئے اشتہار اور گالیوں کے خطوط جو بھیجے جاتے ہیں سنا کرے۔ مگر

میں سچ کہتا ہوں کہ

یہ میرے اختیار کی بات نہیں ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے چونکہ اس نے خود ہی اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اس نے ہی وہ قوت قلب عطا کی ہے کہ یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات میرے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کس کو کہتے ہیں۔ پس خود ہی سوچ کر دیکھو یہ شوکت یہ قوت یہ استقلال مفتری کو مل سکتا ہے؟ میں تو کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ مفتری ہو اور یہ قوت پالے" (۱۰ فروری)

یہ شعور اور بصیرۃ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی اور آپ کے قلب مطہر میں اس قدر قوت و استقامت تھی کہ آپ کو یہ معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ کس کو کہتے ہیں۔ یہ خارق عادت استقامت جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ مفتری اور کاذب کو نہیں مل سکتی بلکہ اس کا اصل مظاہرہ انہی لوگوں کا ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے آتے ہیں اور پھر یا ان لوگوں کو ملتی ہے جو خدا کی طرف سے آنے والوں کی پاک صحبت میں بیٹھ کر اپنی تطہیر اور تزکیہ نفس کا موقع پاتے ہیں۔ ایک طرف غور کرو کہ آپ اس استقامت اور سکینت کو خاص ہی کا نشان اور اپنے قلب میں اس کی موجود ہونا ظاہر فرماتے ہیں۔ دوسری طرف ایسے واقعات اور حالات پیش آتے ہیں کہ کس وقت کے ظہور اور نشو و نما کا صاف پتہ لگ سکے۔ اور پھر صلحائے امت میں سے ایسے لوگ ہیں جو علم النفس کے ماہر تھا اور ہر قسم کی کیفیات اور جذبات کو دیکھ کر صادق اور کاذب میں فرق کرتے ہیں۔ دیکھو وہ کیا کہتے ہیں؟

حضرت مخدوم الملۃ کے تاثرات و مشاہدات

اسی سلسلہ میں سب سے اول حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے تاثرات و مشاہدات کو پیش کرتا ہوں حضرت مخدوم الملۃ کا مقام جماعت میں عند اللہ جو تھا وہ اسی سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا۔ آپ فرماتے ہیں:-

"عزیزو! ممکن ہے تم میں سے کسی نے کسی راستباز کی پاک صحبت پائی ہو یا اولیاء اللہ کی کتابیں پڑھی ہوں۔ ایسا شخص جانتا ہے کہ عظیم الشان دولت جس کے لئے سالک تڑپتے ہیں وہ سکینت، وقار، استقامت، طمانیت اور اطمینان قلب ہے کہ روح میں ایسی جمعیت پیدا ہو جائے کہ زمانہ کا

زلزلہ اور جو صرف اسے جنبش نہ دے سکے تم جانتے ہو کہ یہ عاجز اور کدورتوں اور رنجوں کا عالم ہے۔ ہر ایک اپنے دل میں دیکھے کہ جب کوئی بات مزاج کے خلاف سننی پڑے تو دماغ سراسیمہ اور دوراندیشی کار رفتہ ہو جاتا ہے۔ ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ کرو کہ مکہ معظمہ میں کس قدر زہرہ گداز دکھ اٹھائے پھر اسی ایک استقامت اور سکینت کو دیکھو جو آپ کے حال سے عیاں ہوتی ہے۔ اگر آپ ابنائے زمانہ کی طرح رنجوں کو محسوس کرتے تو کچھ نہ کر سکتے۔ قرآن کریم کی وحی ان دکھوں اور ابتلاؤں۔ ایذاؤں۔ گالیوں اور دوستوں کے قتل کے اوقات میں ہو رہی ہے اور اس کی نسبت دعویٰ ہو رہا ہے۔ **لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا**۔ کیا ممکن ہے کہ اس پاک اور مبارک وحی کے نظام میں الفاظ میں یا معنی میں کوئی خلل ہو۔

یہ بات بتاتی ہے کہ کس قدر **استقامت اور قوت قلب** آپ میں تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ جیسے ہمیں یہ فخر ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی معجزہ تھی۔ معاً میں بڑے فخر سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس پاک زندگی کا نمونہ ہم میں

ہمارے امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام ہیں

یہ ہے ثبوت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا کہ آپ کے اتباع کی زندہ برکتیں ہر زمانہ میں موجود ہیں۔

میں اس وقت ایک نازک مقام پر کھڑا ہوا ہوں۔ اگر میں بایں حالت خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر خدا کے مسیح موعود کے سامنے کھڑا ہو کر **جھوٹ** بولتا ہوں تو پھر مجھ سے بڑھ کر کوئی شقی نہیں ہو سکتا۔

راستی سے کہتا ہوں کہ میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ

دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں

مجھے اس دعوے کا فخر حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت امام کی **اندرونی زندگی** سے واقف ہونے کا زیادہ موقعہ دیا ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی **صداقت** پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے۔ میں نے آپ کے ہر معاملہ میں وہ استقامت کوہ وقاری اور متانت اور سکینت اور جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے جو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔ ہتکڑیوں کی دھمکی۔ قتل کے منصوبے۔ قتل عمد کے جھوٹے مقدمے کفر کے فتوے۔ ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط جن کو دیکھ کر اور سن کر انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آتی ہیں جو بڑے سے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں۔ **مگر کبھی دیکھا گیا** کہ حضرت اقدس نے پیشانی پر بل ڈال کر ہی اثنا میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔ **میں قسم کھا کر کہتا ہوں** کہ بسا اوقات بعض امور کی وجہ سے اداس ہوا ہوں مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرے کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے گویا کسی عالی شان خوش تجلی کا نظارہ دیکھا ہے۔ الغرض جب ان کے گھر میں بیٹھا ہے جب بھی خوش اور دوستوں کے درمیان ہے تو خوش و خرم۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ خلاف عادت طاقت منجانب اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی تو کہاں سے آئی۔

ثبات اور مظاہرہ استقامت کا

بازار میں کسی دوکان پر بیٹھ کر دیکھو کہ راہ روکتے کی طرح ادھر ادھر دیکھتے جاتے ہیں۔ تم دیکھو کہ جب یہ خدا کا مامور راہ چلتا ہے تو کس طرح پر متانت کے ساتھ نظر بر پشت پا دوختہ گویا وقار اور متانت کا ایک پہاڑ ہے۔ تم نے کبھی نہ دیکھا ہو گا کہ سبک فطرت آدمی کسی جمعیت کے ساتھ ایک رخ کو جاتا ہو۔ مگر حضرت اقدس ہیں کہ کبھی دائیں بائیں نہیں دیکھتے۔ یہ قوت قلب اور سکینت بتاتی ہے کہ ایک معشوق ذوالجلال ایسا سامنے ہے کہ **نگاہ اس سے ہٹتی ہی نہیں** اہل دنیا نے چونکہ وہ معشوق دیکھا ہی نہیں اس لئے ان کو وہ سکون اور وقار کہاں۔؟

حضرت مولانا عبدالکریمؓ کی شہادت ایک دوسرے موقعہ کے متعلق

حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جولائی ۱۸۹۹ء کے شروع میں ایک خط احباب کے نام لکھا۔ اس میں آپ نے مکرمی حضرت محمد صادق صاحب سے ایک مجلس کا ذکر فرمایا۔ اور حضرت اقدس کی شان **استقامت** پر ایک بصیرت افروز تقریر کی جس کو میں انہی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں

"آج صبح ہی میں عزیز برادر مفتی محمد صادق سے کہہ رہا تھا کہ منجملہ ان بے شمار سبقوں کے جو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی سے سیکھتے ہیں۔ ایک بڑا بھاری سبق جس کی ہمیں **انسان اور متمدن انسان** بننے کے لئے اس عالم میں ضرورت ہے وہ کیا ہے؟ **استقامت** اور ہر قسم کی زلزلہ ڈالنے والی اور ہمت کی کمر کو ڈھیلا کر دینے والی اور جی کو ہرا کر بٹھا دینے والی شدتوں اور فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابل فوق العادت صبر۔ اخلاق پر لکھنے والوں نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور اس قوت کے زندہ رکھنے کے لئے اور نشوونما دینے کے لئے بہت سی تدابیر لکھی ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ زندہ نمونہ اور **کامل انسان** کی عملی زندگی سے بہتر کوئی نمونہ نہیں میں دیکھتا ہوں کہ کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں۔ بعض اوقات کسی سمت سے چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور جو ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس ہونے والی بات واضح ہو جاتی ہے مگر یہ کیسا قلب ہے کہ اسے **جنبش تک نہیں ہوتی۔** پیش نظر کتاب کی تصنیف میں یا پیش دست شغل کے انجام میں کوئی روک اور کوئی تردد رونما نہیں ہوتا۔ پانچوں وقت مسجد میں آتے ہیں اور لطف و کرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے۔ اندر گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کر کے دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑچڑاپن کا نشان دکھلائے۔ اپنی محترمہ رفیقہ سے کبھی وقت دھیمی آواز ہی سے بول، مجھے جس سے درشتی اور کرختگی کی بو آئے۔ ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی انکار نہیں ہوتی۔

لیکھرام کے قتل پر تلاشی کا واقعہ

مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیاں میں حضرت کے مکان کی تلاشی لینے کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتہ اور خبر تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اس کی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ۔ مرغانی) نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتکڑی سمیت آئے گا۔ میر صاحب ہوش باختہ سر از پا نشناختہ حضرت کو اس کی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبۂ رقت کی وجہ سے بمشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا۔ حضرت اس وقت نور القرآن لکھ رہے تھے۔ اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون زیر پیش تھا۔ سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا:-

میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی اور سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لیں گے۔

پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا۔ مگر ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنے گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے **خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔"**

میں دہلی۔ پٹیالہ۔ لودہانہ۔ امرت سر۔ لاہور۔ سیالکوٹ کپورتھلہ۔ اور جالندھر کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں۔ کیسے کیسے ناگوار موقعوں پر پیش آئے اور الحمد للہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انہیں دیکھا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ

مجھے انھیں اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا۔

ہر روز قوم ناسپاس کی طرف سے ایک دل دکھانے والی بات تحریراً تقریراً واقع ہو جاتی ہے۔ مگر مامور الٰہی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں۔ عام حالت انسان کی یہی ہے کہ ذرا سے تکدر اور خفیف سی نامرادی کے پیش آنے پر ہوش میں فرق آ گیا ہے کام چھوٹ گیا ہے۔ کھانے پینے میں فرق آ گیا ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ گھر میں بولتے ہیں تو بھڑ کی طرح۔ اسے گھور اسے مار۔ غرض سب تانا بانا ادھڑ جاتا ہے۔

رموزِ احمدیت

تعلیم و تلقین و شرائط بیعت

(از مولوی محمد احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل کپورتھلہ)

شرک را مردود حق پنداشتن ۔۔۔ رایت توحید را افراشتن
بدعت از فسق و فجور و کذب و زور ۔۔۔ سوئے نامحرم نظر نگماشتن
ہم نیازردن کسی از دست و زبان ۔۔۔ پاس حکم را مسلّم داشتن
با نماز و توبہ و ذکر و درود ۔۔۔ ہم تہجد را فرو نگذاشتن
گفتۂ قرآن و فرمان رسول ۔۔۔ عین دستور العمل پنداشتن
خیرخواہ نوع انسانی شدن ۔۔۔ در جہاں تخم مروت کاشتن
زندگی بردن بہ مسکینی بسر ۔۔۔ نخوت و کبر و منی بگذاشتن
در مصیبت بیش از آرام ہم ۔۔۔ جانب مولا قدم برداشتن
در فسون سوز و ساز زندگی ۔۔۔ دین را بر دنیا مقدم داشتن
عہد بیعت با مسیحا بستنی ۔۔۔ ہر چہ از خود بود نہ انگاشتن
از ہمہ محبوب او محبوب تر ۔۔۔ وز ہمہ مطلوب او مطلوب تر

محبّانِ وطن

(از جناب شیخ عبدالحکیم صاحب)

زندہ تمہارے دم سے آزادیٔ وطن ہے … قائم وطن کی تم سے جانباز و انجمن ہے
آزادیٔ وطن کا زندہ ہے راگ تم سے … حُبّ وطن کی جلتی دل میں ہے آگ تم سے
اے ارضِ پاک تجھ میں کس بات کی کمی ہے … دنیا اگر ہو زیور ہیرے کی تو کنی ہے
اس سرزمیں میں تیری محمود و قاسم آئے … وہ راگ بھی سُنے تھے نانک نے تھے جو گائے
اک راگ پھر ہے اُٹھا آزادیٔ وطن کا … ساماں جو چاہو کر لو آبادیٔ وطن کا
ہاں مل کے پھر جہاں کو درسِ وفا سکھا دو … آپس کی پیت سے پھر یہ سرزمیں بسا دو
اے قدعہ تیری فرقت اک داستانِ غم ہے … اس بے بسی کا جینا مرنے سے کچھ نہ کم ہے
شہزادۂ اماں کی آرام گاہ تو ہے … بےکس و بے نوا کی پُشت و پناہ تو ہے
دُنیا کی آندھیوں میں تیرے لئے اماں ہے … فضلِ عمر سا رہبر جب تیرا پاسباں ہے
ہستی میں تیری پنہاں ہیں زندگی کے ساماں … دُنیا کی اُلجھنوں میں منزل ہو تیری آساں
دنیا کی ساری قومیں پھر مبتلائے غم ہیں … علم و ہنر میں ان کے کچھ شعلۂ اَلم ہیں
جنگ و جدل کے جذبے انبر ہیں پھر مسلّط … دنیا کی عشرتوں میں ملتی نہیں ہے راحت

یہ خالقِ جہاں کے انکار کی سزا ہے
جب سے بنی ہے دُنیا ہوتا یہی رہا ہے

نوجوانانِ احمدیت سے خطاب

(از محمد عثمان ملی نسل تیم عرفانی)
(نوٹ:- یہ نظم دراصل 'خادم' کے لفظ کی تشریح ہے۔ عرفانی)

دیکھ میرے نام کے ہر حرف میں اعجاز ہے
نقطہ ہے اک حرف پر یہ چیستانِ معنی دار ہے

خ - خے سے خدمت ہے فرض دیں کی ہو یا ہو قوم کی
اور تا کہ ہو تنظیم و پابندی صلوٰۃ و صوم کی

ا - یہ الف اعلان کرتا ہے کہ وہ ہے احمدی
راست گفتاری سے لے جو کام ہر دم آدمی

د - دال دیتا ہے یہ دعوت دیں کی خاطر مٹو
پاؤں جب چومے تمہارے کامیابی تب ہٹو

م - میم شاید، ہیں محافظ مصطفٰے کے دین کے
کل مسلماں ہند کے ہوں یا عرب یا چین کے

التجا ہے روز و شب میری خدا سے اے ندیم
ہم رہیں اسلام کے خدّام با قلبِ صمیم

ہم اور ہمارے آثارِ قدیمہ

(جناب مولانا "سالم" صاحب کی قلم سے)

بیشک مشہور ضرب المثل ہے "ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت" مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہی قومیں ہمیشہ زندہ رہتیں اور خلعت دوام پاتی ہیں جو اپنی تاریخی روایات حسیہ و روحیہ کے تحفظ کا پورا پورا انتظام کرتی ہیں ورنہ اگر صرف "عمارت نو ساخت" ہی کے مقولہ پر عمل درآمد رہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی تعمیری پروگرام سرے سے نہ چھوٹے آباؤ اجداد بنائیں ہم ڈھائیں پھر ہم بنائیں، ہمارے پوتے پڑپوتے سب کچھ پیوند زمین کر دیں ایسی ہی قومیں ہیں جن پر کالتی نقضت غزلہا انکاثا کی مثال سو فیصدی چسپاں ہوتی ہے عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ اپنے آثارِ قدیمہ کی پوری پوری نگہداشت اور حفاظت کی جائے۔ ہاں ساتھ ہی ساتھ آثارِ جدیدہ کی بنا ڈالتے رہنا زندگی کی علامت ہے۔ الغرض دونوں چیزیں یعنی آثارِ قدیمہ و آثارِ جدیدہ پہلو بہ پہلو اور متوازی چلتے ہیں۔ اور کوئی زندہ قوم ان ہر دو آثار میں سے کسی کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آباؤ اجداد کے بنا کردہ آثارِ قدیمہ کے کھنڈرات پر جدید تعمیری پروگرام سے بے اعتنائی برتنے والے ناخلف کہلاتے ہیں

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے محض خیال آرائی یا افسانہ نویسی نہیں بلکہ کھلی اور واضح اور نمایاں حقیقت ہے وہ قومیں جو اپنے آثارِ قدیمہ کی تقویم سے بے اعتنائی برتتی رہیں مٹ گئیں اور آج ڈھونڈے سے بھی ان کا نشان نہیں ملتا برعکس وہ قومیں جو دن رات اپنی پُرانی یادگاروں کو تازہ رکھنے اور جدید یادگاروں کی بنا ڈالنے میں منہمک نظر آتی ہیں بچہ بچہ انہیں جانتا اور ان کی اقبال مندی و عزت نفس کا اعتراف کرتا ہے

ہم احمدی ہیں اور شجرِ احمدیت کی سرسبز شاخیں، یہی وجہ ہے کہ نہ دشمنانِ سلف بننا چاہتے ہیں اور نہ ناخلف کہلانے کے لئے تیار ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے آثارِ قدیمہ کی حفاظت کیلئے اب تک کیا کیا ہے؟ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے ہاں آثارِ قدیمہ کی کمی نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس لحاظ سے ہم بہت مالدار اور غنی ہیں مزید برآں ہمارے آثارِ قدیمہ اس قدر قیمتی اور لاجواب ہیں کہ سارے جہان کی حکومتیں ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں پھر بھی ہمیں اپنی پُرانی یادگاروں کے احیاء اور تقویم سے کوئی دلچسپی نہیں شاید اسلئے کہ وہ چیزیں کسی نہ کسی صورت میں اب تک محفوظ ہیں لیکن تابکے۔ اگر ہم نے اپنی روش میں تبدیلی نہ کی تو ہمارے آثارِ قدیمہ کی بقا معلوم۔ شاید کوئی صاحب کمال سادگی سے کام لے کر کہدیں کہ گنوائیے اور بتلائیے تو ہمارے آثارِ قدیمہ ہیں کیا؟

میں کہتا ہوں، بے حد و بے عد۔ ایک الحکم ہی کو لے لیں کیا یہ ہمارے آثارِ قدیمہ کی جان نہیں؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنا بازو قرار نہیں دیا؟ کیا اس نے واقعہ میں جری اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُرشوکت بازو بن کر نہیں دکھایا؟ کیا اس نے تاریخ احمدیت میں نمایاں مقام حاصل نہیں کیا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی تاریخ نویس جو احمدیت کی تاریخ کی تدوین اپنے ذمہ لے الحکم کے ذکر کو نظر انداز کر دے؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ الحکم نے سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشان تاریخ کو اس طرح اپنے اندر جمع کر لیا ہے کہ اس کے ذکر کے بغیر اس کی تاریخ کا مواد غیر مکمل اور ناقص ہوگا

غرض کہاں تک بیان کیا جائے، تمام احمدی حضرات اس اخبار سے متعلق ہیں اور اس کی حفاظت و صیانت کے ذمہ دار اور اس امر کے حقدار کہ جس طرح چاہیں اس کے بقاء و قیام کی صورت پیدا کریں البتہ جو حق انہیں نہیں وہ یہ ہے کہ اسے سسکتا ہوا، دم توڑتا ہوا اور جاں بلب دیکھیں، مگر اس کے منہ میں پانی تک چوانے کے روادار نہ ہوں۔

الحکم کیا ہے؟ تاریخ احمدیت کا درخشندہ ستارہ! پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے غروب سے قوم بے تاب نہیں ہو جاتی! اور کیا باعث ہے کہ اس کی دائمی درخشانی کا اہتمام نہیں کیا جاتا؛

ہم احمدی ہیں یعنی ایک زندہ قوم! اور ہماری زندگی بہت حد تک الحکم کی مرہونِ منت ہے۔ حیاتِ احمدیت کا کوئی اہم لمحہ الحکم کے ذکر سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

پس ہمارا فرض ہے کہ اس کی پائندگی اور دائمی زندگی کے لئے کمربستہ ہوں

کیا آپ کے کانوں میں الحکم کی یہ آواز کبھی نہیں پہنچی ع

"مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے"

میں نے تو بارہا سُنا ہے۔

"سالم"

"الحکم"
کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر
"الحکم"
کی مدد فرمائیں

درخواست دُعا اور ضروری اِطلاع !

جملہ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے تحریر خدمت ہے کہ "بزم درویشاں" بمنظوری حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان سے ماہنامہ "درویش" کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض مشکلات درپیش ہیں۔ احباب کرام سے استدعا ہے کہ وہ ہماری مشکلات کے ازالہ اور اس نیک مقصد میں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

نیز "درویش" کے قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ براہِ کرم "ماہنامہ درویش" کے لئے ارسال کردہ مضامین یا منظوم کلام کسی دوسرے اخبار میں اشاعت کے لئے نہ دیں۔ اس طرح جہاں بزم کی دلشکنی ہوگی وہاں ان کے مضامین بھی "درویش" میں شاید دوبارہ شائع نہ ہوسکیں۔

(صدر بزم درویشاں قادیان)

مبلّغین سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مجاہد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے حقیقی جہاد میں دنیا کے اطراف و اکناف میں مصروف ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اپنے ان مجاہد بھائیوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

اس سلسلہ میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ اٹلی و افریقہ اور ان کی بیگم صاحبہ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت اقدس کی اجازت سے سیرالیون مغربی افریقہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھ کر زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

شکریۂ احباب و تحریک دُعا

فدائے سلسلہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد دکن تحریر فرماتے ہیں :-

خاکسار ان تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے مہربانی فرما کر خاکسار کی اہلیہ کی آنکھ کے آپریشن کے متعلق دعا فرمائی جس کے طفیل خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپریشن کامیاب ہوگیا لیکن اپریشن کے بعد آنکھ کی بینائی میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہو رہی بلکہ دوسری آنکھ میں بھی کچھ نقص نمودار ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں خاکسار کی آنکھوں میں بھی کچھ خرابی پیدا ہو رہی ہے جس کا بے حد افسوس ہو رہا ہے۔

خاکسار سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، صحابۂ کرام اور جملہ احباب جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ از راہ کرم ہم دونوں کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ اور صحت عطا کرے۔ تاکہ ہم خدمتِ دین سے محروم نہ ہو جائیں۔

خاکسار۔ عبداللہ الہ دین

حضرت عرفانی کبیر مدظلہ العالی

میں بزرگان سلسلہ سے حضرت کبیر کی باصحت زندگی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی خدمت کرسکیں۔ میری والدہ صاحبہ بھی بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ خاندان عرفانی کے لئے یہ دو وجود برکت کا موجب بنیں۔

(طالب دعا: خالد عرفانی)

محبّانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"الحکم" کے خاص نمبر کے لئے پاکستان کے مندرجہ ذیل احباب نے تعاون فرمایا :-

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ (خالد عرفانی)

(۱) ادارہ شرکت ابنائے احمد .... یک صد کاپی
(۲) حضرت سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب .... یک صد کاپی
(۳) لجنہ اماء اللہ کراچی .... پچاس کاپی
(۴) کیپٹن ملک خادم حسین صاحب .... پچاس کاپی
(۵) سیکرٹری صاحب تبلیغ میرپور خاص .... پچہتر کاپی
(۶) چودھری محمد لطیف صاحب .... پچاس کاپی
(۷) مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب ماڑی پور ...... پچیس کاپی
(۸) بیگم صاحبہ چودھری بشیر احمد صاحب ...... پچیس کاپی
(۹) بیگم صاحبہ چودھری محمد شاہ نواز صاحب ..... پچاس کاپی
(۱۰) ملک محمد دین صاحب خادم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیمبل پور ... پچیس کاپی

نوٹ: ہندوستان میں رہنے والے بزرگان کرام کے اسمائے گرامی دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں۔

سانحۂ ارتحال

گذشتہ دنوں کوئٹہ میں حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کی بہو اور مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت ہی دیندار اور مخلصہ احمدی تھیں۔ بے حد ملنسار تھیں۔ سلسلہ کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

مرحومہ کی وفات حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے خاندان کے لئے ایک صدمہ جانکاہ ہے۔

ادارہ "الحکم" اس صدمہ میں حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی مکرم مہتہ عبدالقادر صاحب اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو بلند درجات عطا کرے اور سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ﷺ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا وجود مبارک جماعت کیلئے ہزارہا برکات کا موجب ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام کے ساتھ دردِ دل سے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مقدس امام کی عمر میں برکت پر برکت دے۔ آمین۔ (ادارۂ الحکم)

احباب جماعت

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کی دعا فرماتے رہیں۔ نیز سب خاندان نبوت کو بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ادارہ)

قبولیتِ دُعا کا بابرکت مہینہ

ماہ رمضان المبارک کو قرآن کریم اور قبولیت دُعا کے ساتھ خاص تعلق ہے دُعا مومن کی زندگی کا ستون ہے اگر آپ ماہِ رمضان کی برکات سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عرفانی کبیر مدظلہ العالی کی مندرجہ ذیل پُر معارف تصانیف کا مطالعہ فرمائیں

قرآنی دُعاؤں کے اسرار ۔ اسلوب القرآن
اعجاز القرآن ۔ اسماء القرآن ۔ کتاب الصیام
کتاب الزکوٰۃ ۔ کتاب الحج ۔ رحمۃ للعالمین دو حصے

الحکم کے خریداروں کو یہ تمام کتب نصف قیمت پر دی جائیں گی۔ صرف دو سو درخواستوں کی تعمیل ہوسکے گی محصولڈاک بذمہ خریدار

لہٰذا پہلی فرصت میں آرڈر بھجوایئے۔

۱۔ مینیجر "الحکم" عیدگاہ روڈ کراچی نمبر ۱ (پاکستان کے لئے)
۲۔ عرفانی کبیر الہ دین بلڈنگ سکندر آباد (دکن) (ہندوستان کیلئے)

الحکم کا خاص نمبر

عزیز مکرم خالد عرفانی سلمکم اللہ تعالیٰ

الحکم کے بقاء و احیاء کیلئے میں تمہاری سعی کی قدر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ تم اس پودے کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سعادت کی یادگار ہے اور جس نے سلسلہ کی تاریخ میں ایک خاص مقام حاصل کیا ہے سرسبز اور سدا بہار رکھنے کیلئے ہر ممکن قربانی کی توفیق پاؤ۔ الحکم کا ظاہری شکل میں زندہ رہنا میری زندگی اور صحت پر خاص اثر پیدا کرتا ہے۔

تم نے الحکم کا خاص نمبر نکالنے کیلئے جو اعلان کیا ہے وہ اسکی روایتی خصوصیت کا حامل ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور سامان مہیا کر دے الحکم کی غیر حاضری اور میری مرکز سے دوری اور ۱۹۴۷ء کے **انقلاب** کے بعد بہت سے **قدیم احباب** کو موت نے ہم سے جدا کر دیا اور بعض ان میں نہ صرف میرے ساتھ خاص تعلقات اخوت و محبت رکھتے تھے بلکہ سلسلہ کی تاریخ میں بھی ان کا خاص مقام تھا اور میں اپنی شومئی اعمال سے آخری وقت ان کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے سکا اسکی مجھے حسرت ہے اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اب جبکہ الحکم پھر نکل رہا ہے میں انہیں سے بعض کے نام پر خاص نمبر شائع کروں تا کہ اس حق اخوت کو انکے ذکر خیر کی صورت میں ادا کروں اور اس خلا کو جو الحکم کی غیر حاضری میں اس خصوص میں پیدا ہو گیا تھا پورا کر سکوں میرا معمول تھا کہ ہر بچھڑنے والے بھائی کے ذکر کو الحکم یا الفضل کے کالموں میں محفوظ کرتا تا کہ آنے والی نسلیں ان پر سلام بھیجیں مگر یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ میں نے اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے تکمیل حضرت رب کریم کے فضل پر موقوف ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اس نیک کام کیلئے میں اجر پاؤنگا۔ انما الاعمال بالنیات

اس سلسلہ میں الحکم کا پہلا خاص نمبر **حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ عنہ** کے نام سے **شیر علی نمبر** ہوگا اور یہ سلسلہ خصوصی نمبروں کا **یادِ رفتگان** کے نام سے موسوم رہے گا۔

حضرت مولوی **شیر علی** رضی اللہ عنہ کا نام اور ان کا کام میری کسی معرفی کا محتاج نہیں اس شخص کے خصائل اور سیرۃ میں **اولیاء اللہ** کی شان نمایاں تھی جماعت میں ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد ہے میں ان سب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ **شیر علی نمبر** کیلئے اپنی اعانت کا ہاتھ لمبا کریں انکی سیرۃ اور زندگی کے واقعات میں جو کچھ انہیں معلوم ہو لکھ کر مجھے براہ راست دفتر الحکم کو بھیجدیں اور اس نمبر کی اشاعت کی کثرت کیلئے اپنے دلوں کو وسیع کریں میں دیکھوں گا کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عمل کرنے والی راہیں کس طرح آگے بڑھتی ہیں ان کے شاگردوں میں بعض ایسے ممتاز عہدہ یا تجارتوں کے حامل ہیں کہ اگر ان میں سے ایک ایک چاہے تو ہزاروں کا پیاں تقسیم کر سکتا ہے۔

یہ نمبر کب شائع ہوگا اس کا اعلان بعد میں کیا جاسکے گا۔

وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق

خاکسار

عرفانی الکبیر الہ دین بلڈنگ سکندر آباد

۱۶ر مئی ۱۹۵۱ء